كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ، حَتَّى يَخْرُجَ فِي عِرَاضِهِمُ الدَّجَّالُ

جب بھی ان کا کوئی گروہ پیدا ہوگا ختم کردیا جائے گا، یہاں تک کہ انہیں میں سے دجال نکلے گا

نوجوانان ملت کو شکار کرنے کے

اخوانی ہتھکنڈے

خطاب:

شیخ د/ محمد بن احمد الفیفی

تفریغ:

د/ اجمل منظور المدنی

عرض مترجم

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ ،

حمد وثناء کے بعد:

شیخ دکتور محمد بن احمد الفیفی موجودہ دور کے ایک نمایاں خطیب اور مملکت سعودی عرب کے اندر ایک غیور سلفی ہیں، کتاب وسنت کے پابند اور منہج کے شیدائی ہیں، شیخ نے اپنی تحریروں اور خطابات کے اندر جہاں دین اسلام کے حقیقی چہرے کو دکھایا ہے، صحیح اسلامی عقیدے اور سلفی منہج کو واضح کیا ہے وہیں دوسری طرف منحرف اور باطل افکار کی حامل تنظیموں کی بھی قلعی اتاری ہے، بطور خاص دین کے نام پر تجارت کرنے والی خارجی اخوانی تنظیم کہ انکے باطل افکار اور فاسد عزائم کو کھول کر رکھ دیا ہے۔آپ اس خطاب کو یوٹیوب پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

https//:youtu.be/44iEf4AcP60

دعاء کرتا ہوں کہ اللہ رب العالمین اس رسالے کو نفع بخش بنائے، اور عالم اسلام کے اندر حالیہ بحران کے پیچھے نادیدہ سازشوں اور موجودہ خلفشار کے حقیقی سرپرستوں کو سمجھنے میں کارآمد بنائے، اور تمام مسلمانوں کو ہر شر وفتن سے محفوظ رکھے۔اللہ آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے، اور توفیق دے کہ آپ کا بھی شمار ان مجاہدوں میں ہو جو حکمت وموعظت کے ساتھ کتاب وسنت کی طرف دعوت دیتے ہیں، ان ربی لسمیع الدعاء۔آمین

کتبہ

د/ اجمل منظور المدنی

یقیناً یہ ایسا موضوع ہے جو وقت کی ضرورت اور ہر مسلم فرد کی حاجت ہے، سب سے پہلے میں ان تمامی حضرات کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے اس قیمتی پروگرام کا اہتمام کیا، یقیناً یہ اس دفاع حق کا ایک حصہ ہے جسے ہم کتاب وسنت کا دفاع کہتے ہیں اور جو ہم سب پر واجب ہے، ساتھ ہی ان تمام فرقوں اور جماعتوں پر رد کرنا بھی واجب ہے جو اہل سنت والجماعہ کے مخالف ہیں، بلکہ انہیں ایکسپوز کرنا اور انکے خطرات اور سنگینیوں کو واضح کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

اس موضوع کو یونہی اختیار نہیں کرلیا گیا ہے بلکہ یہ حالات حاضرہ کے تناظر میں چنا گیا ہے کیونکہ اس جماعت کی سنگینی اور اسکے خطرات سے بہت سے لوگ ابھی بھی ناواقف ہیں، انہیں نہیں معلوم کہ یہ ہمارے نوجوانوں کو کیسے شکار بناتی ہے اور اس مذموم مقصد کیلئے کیسے کیسے ہتھکنڈوں کا استعمال کرتے ہیں۔

ہر جماعت اور تنظیم کے اپنے اپنے اسالیب اور طریقے ہوتے ہیں جنہیں استعمال کرکے وہ اپنے پیروکاروں کی بھیڑ جمع کرتی ہے اور انہیں ہم فکر اور ہم خیال بناتی ہے۔

آج ہم اپنے نوجوانوں کو آگاہ کریں گے اور انہیں بتلائیں گے کہ یہ جماعت انہیں اپنے جال میں پھنسانے کیلئے کیسے کیسے اسالیب اور طریقوں کا استعمال کرتی ہے، اسکے لیے ہمیں پہلے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دیکھنی ہوگی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کی طرف بلانے والوں کا ذکر کیا تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! انکے اوصاف کیا ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے، اور ہماری ہی زبان میں بات کریں گے۔ پوری حدیث اس طرح ہے:

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ ، يَقُولُ: " كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَا

رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ، وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟، قَالَ: نَعَمْ، فَقُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟، قَالَ: نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ، قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟، قَالَ: قَوْمٌ يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي، وَيَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ، فَقُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟، قَالَ: نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: نَعَمْ، قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَا تَرَى إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟، قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، فَقُلْتُ: فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟، قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ عَلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ".

ترجمہ: سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلی باتوں کو پوچھا کرتے اور میں بری بات کو پوچھتا اس ڈر سے کہیں برائی میں نہ پڑ جاؤں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم جاہلیت اور برائی میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ بھلائی دی (یعنی اسلام) اب اس کے بعد بھی کچھ برائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لیکن اس میں دھبہ ہے۔" میں نے کہا: وہ دھبہ کیسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت پر نہیں چلیں گے اور میرے طریقہ کے سوا اور راہ پر چلیں گے ان میں اچھی باتیں بھی ہوں گی اور بری بھی۔" میں نے عرض کیا، پھر اس کے بعد برائی ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جہنم کے دروازے کی طرف لوگوں کو بلائیں گے جو ان کی بات مانے گا اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔" میں نے کہا: یارسول اللہ! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کا رنگ ہمارا سا ہی ہو گا اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔" میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر اس زمانہ کو میں پاؤں

تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہ اوران کے امام کے ساتھ رہ۔" کہا: اگر جماعت اور امام نہ ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "توسب فرقوں کو چھوڑ دے اوراگرچہ ایک درخت کی جڑ دانت سے چباتا رہے مرتے دم تک۔" (صحیح مسلم: ۱۸۴۷)۔

یہ بہت ہی عظیم حدیث ہے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل نبوت اور پیشین گوئیوں میں سے ہے جن میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سوالات کے جوابات میں سے بعض تو آخری زمانے میں واقع ہوئے ہیں اوراس طرح وہ پیشین گوئیاں پوری ہوئیں، اس لئے اس وقت ہم پر واجب ہوجاتا ہے کہ اس طرح کی قیمتی حدیثیں لوگوں کے سامنے لائیں، ان سے مستفاد احکام ومسائل کو بیان کریں، بلکہ ایسی حدیثوں کو ہم اپنے مدارس وجامعات میں، اپنی مجلسوں اور پروگراموں میں، ساتھیوں میں، گھروں میں ہر ایک سے بیان کریں اوراس سے مستنبط مسائل اوراحکام کو واضح کریں تاکہ ہم ان شروروفتن سے محفوظ رہ سکیں جن میں ہمارے پڑوسی ممالک واقع ہوچکے ہیں۔

ان جماعتوں اور تنظیموں کے خطرے اورسنگینی کااندازہ اس بات سے لگائیں کہ وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں بات کریں گے۔ایسی صورت میں مسئلہ بہت سنگین ہوجاتا ہے؛ کیونکہ اگر دشمن مدمقابل میں اورسامنے ہوتا ہے بلکہ وہ واضح ہوتا ہے جسے ہم جانتے ہیں تو پھر اسکا مقابلہ کرنا اور اس سے محفوظ رہنا آسان ہوتا ہے لیکن اگر دشمن چھپا ہوا ہو بایں طورکہ وہ اپنی ہی قوم سے ہو اوراپنی ہی زبان میں بات کرتا ہوتو پھر اس کا مقابلہ کرنا اوراس سے محفوظ رہنا مشکل ہوتا ہے الایہ کہ اللہ جسے توفیق عطا فرمائے اوروہ ان کے اسالیب اور طریقوں سے واقف ہو اوران کی باتوں اور چالوں سے انہیں پہچان لیتا ہو۔

اس حدیث کے اندر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ) کہا ہے، معاملہ بہت سنگین ہے، انہیں داعی کہا گیا ہے، مگر وہ دعوت اسلام کی طرف نہیں بلکہ جہنم کی راہ کی

طرف دعوت دیں گے، اس لئے ایسے داعیوں سے آگاہ کرنا اور بچنا ہم سب پر واجب ہے۔

اسالیب اور ہتھکنڈوں کا یہ عنوان کوئی نیا نہیں ہے اور نہ ہی بلا مقصد ہے بلکہ ایسی جماعتوں اور تنظیموں کا جائزہ لینے اور نصوص کو دیکھنے کے بعد اسے چنا گیا ہے، اسی طرح امراء اور حکام کی تصریحات، علمائے محققین کے بیانات نیز رسالوں اور میگزین میں نیز میڈیا کے دیگر ذرائع پر موجود ہیں، جامعات اور دینی مراکز کی طرف سے اس سے متعلق کافی وضاحتیں مہیا ہیں جو ان کے اسالیب، ہتھکنڈوں اور طریقوں پر بحث کرتے ہیں تا کہ ایسی تنظیموں سے ہم آگاہ ہو کر ان کے خطرات سے بچ سکیں۔

اس موضوع پر با قاعدہ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کے اندر ایک کانفرنس ہوئی جس کے اندر منحرف جماعتوں اور گروہوں پر گفتگو ہوئی نیز اخوان المسلمون کے اسالیب اور اسکے خطرات پر مقالات پیش کئے گئے۔

اسی طرح مجھے لجنۃ المناصحہ کے اندر ۱۴/ سال رہ کر ایسی منحرف جماعتوں کا کافی تجربہ ہے۔اس لئے یہ سارے اسباب کافی ہیں کہ ہم منحرف جماعتوں سے آگاہ ہو جائیں۔

موضوع پر با قاعدہ گفتگو کرنے سے پہلے بطور تمہید ولی عہد امیر محمد بن سلمان کے قول کو پیش کروں گا جسے میڈیا نے نشر بھی کیا ہے، آپ نے کہا کہ ہمارے مدارس اور جامعات اخوانیوں کی طرف سے فکری یلغار کا شکار رہیں، ان میں بعض لوگ اب بھی باقی ہیں، عنقریب مختصر وقت میں سب کا صفایا ہو جائے گا۔میں نہیں سمجھتا کہ کسی بھی ملک میں تعلیمی ادارے فکری یلغار کا شکار رہوں گے۔

امیر محمد بن سلمان کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے وزیر تعلیم احمد عیسی نے کہا کہ امیر محمد بن سلمان نے اخوانیوں کی طرف سے جس فکری یلغار کی جانب اشارہ کیا ہے اس پر کوئی کلام نہیں ہے، ساتھ ہی یہ اشارہ بھی کیا کہ گزشتہ صدی کی ساٹھ اور ستر کی دہائیوں میں مصر سے بھاگ کر آئے اخوانیوں کو یہاں ٹھکانہ دیا گیا، بلکہ انہیں اکیڈیمک اداروں میں جگہ دی گئی جہاں پر بہت سارے لوگ ان کے افکار سے متاثر ہو گئے،

موقع پا کر انہوں نے تعلیمی نظام کو کافی متاثر کیا، اور اس جانب ذمیداران توجہ نہ دے سکے اور اس طرح ان سے آگاہ ہونے میں بہت دیر ہوگئی۔

بہر حال دیر ہی سہی، مگر اس جماعت کے خلاف حکومت نے جو قدم اٹھایا وہ بالکل درست قدم ہے، چنانچہ اخوانیوں سے متعلق ساری کتابوں پر پابندی لگا دی گئی اور انہیں اکیڈمک جگہوں سے نکال باہر کر دیا گیا، جو بڑی ہوشیاری سے تعلیمی نظام کو متاثر کر دیا تھا۔لہذا جہاں ایک طرف انکی کتابوں، تحریروں اور تقریروں پر پابندی لگائی گئی وہیں دوسری طرف انہیں بھی چن چن کر نکالا گیا بلکہ ہر شخص کو ملزم بنایا گیا جو اس جماعت کے ساتھ ہمدردی دکھاتا ہو۔

یہ سب ملک کے اہم ذمیداران کے بیانات تھے جن سے اس جماعت کی سنگینی اور اسکے خطرے کا پتہ چلتا ہے۔

اب ہم ان اسالیب اور ہتھکنڈوں پر گفتگو کریں گے جنہیں یہ جماعت نوجوانان ملت کو گمراہ کرنے کیلئے استعمال کرتی ہے تاکہ انہیں اپنے جال میں پھنسا کر اپنا تابع بنا سکے، ان میں بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس جماعت کیلئے خدمات پیش کرتے رہتے ہیں مگر انہیں اسکا شعور نہیں ہوتا۔ذیل میں وہ اسالیب اور ہتھکنڈے درج ہیں:

پہلا ہتھکنڈا:

سب سے اہم ہتھکنڈا نوجوانوں کے دل میں بغض کا بھرنا ہے جسے **اسلوب التبغيض** کہتے ہیں، یعنی یہ نوجوانوں اور اپنے پیروکاروں کے دلوں میں حکام کے تئیں بغض بھرتے ہیں، انہیں حکام اور ملک سے نفرت کرنا سکھاتے ہیں۔اور اس کے لئے یہ بہت ہی خطرناک ہتھکنڈے کا استعمال کرتے ہیں اور وہ ہے اس ملک کے محاسن اور خوبیوں کو چھپانا اور اسکے عیوب اور کمیوں کو خوب اچھالنا، نیز منفی امور کا پروپیگنڈہ کرنا۔

اس جماعت سے منسلک جتنی بھی تنظیمیں اور جمعیتیں ہیں جیسے داعش، جبہۃ النصرہ اور القاعدہ وغیرہ سب اسکی نگرانی میں ہیں، انکی بنیاد ہی گالی اور پروپیگنڈہ پر ہے، یہ خارجی تحریکی اخوانی جماعتیں اپنی مجلسوں میں کبھی بھی اس ملک کی خوبی بیان نہیں کرتے بلکہ صرف برائی بیان کرتے ہیں۔

لہذا اگر ہم اپنی مجلسوں میں، محفلوں میں اس ملک کی خوبیاں بیان کریں تو اخوانی تنظیموں کے گندے عزائم خاک میں مل جائیں گے۔

انہوں نے صرف خوبیوں کو چھپایا ہی نہیں بلکہ اس ملک اور اس کے حکمرانوں پر طعن و تشنیع بھی خوب کیا، اس ملک کے خلاف خوب پروپیگنڈے چلائے اور اسکے لئے انہوں نے ہر وسائل اور ذرائع کا استعمال کیا۔ بطور خاص انٹرنٹ، میڈیا اور سوشل میڈیا جسے انہوں نے بہت مناسب پایا اور انہوں نے باطل افکار کے پھیلانے کے ساتھ ساتھ اس ملک کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا۔ جھوٹی اور منفی خبروں کو خوف پھیلایا اس ملک سے بغض اور دشمنی میں۔ جس سے کافی حد تک اس ملک کے نوجوان بھی متاثر ہو گئے اور اپنے ہی ملک کے خلاف کھڑے ہو گئے اور ان باطل اور تخریبی تنظیموں کا حصہ بن کر اپنے ملک کی تباہی کی تمنا کرنے لگے۔

انکی خاص مجلسیں لگتی ہیں جہاں پر یہ ملک کی برائی کرتے ہیں اور ملک کے خلاف سازش اور پلاننگ کرتے ہیں، پھر دہشت گرد اور خارجی جماعتیں آتی ہیں اور ان نوجوانوں کو پہلے ہی سے تیار پاتی ہیں، انہیں الگ سے تیار کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، ہمیں چاہیئے کہ ایسے نوجوانوں سے آگاہ رہیں، اور ہم اپنے ملک کی خوبیوں کو بیان کریں، الحمد للہ ہمارے ملک کی بہت ساری خوبیاں ہیں، اللہ نے ہمیں بہت ساری نعمتوں سے نوازا ہے، جب ہم ان خوبیوں اور نعمتوں کو بیان کریں گے تو نوجوان انہیں سنیں گے اور انہیں ان کا علم ہوگا پھر وہ اپنے ملک اور وطن سے اور اہل وطن سے پیار اور محبت کریں گے، اور اپنے وطن پر فخر کریں گے، لیکن اگر وہ صرف برائیاں اور کمیاں سنیں گے، نفرتیں سنیں گے تو ظاہر ہیکہ وہ نفرت

کرنے والے ہی بنیں گے۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ دشمنوں کی تعداد میں اضافہ نہ کریں ہمارے دشمنوں کی لسٹ بہت لمبی ہے، اللہ ہمیں ان کے شر و رو فتن سے محفوظ رکھے۔

یہ ملک جن نعمتوں اور خصوصیتوں سے ممتاز ہے ان میں سے ایک ایسی خصوصیت ہے جو کسی بھی ملک میں نہیں پائی جاتی ہے، اور وہ کتاب وسنت کے مطابق نفاذ شریعت ہے، حدود وقصاص کا نفاذ ہے، یہ خصوصیت صرف آپ کو مملکت سعودی عرب کے اندر ہی ملے گی کسی دوسرے ملک میں نہیں ہے اور یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

انہیں نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت اور خصوصیت حرمین شریفین کی رعایت اور نگرانی ہے، یہ اللہ کی طرف سے بہت بڑا شرف ہے جو ہمارے ملک کو حاصل ہے۔

دشمنان مملکہ کی طرف سے اسکے خلاف آواز اٹھائی جاتی ہے اور حرمین کے تدویل اور انٹرنیشلائزیشن کی بات کی جاری ہے بایں طور کہ اسے سال بسال ہر ملک کی نگرانی میں دیا جائے، آپ سوچیں اگر باری ایران کی آجائے تو وہ کیا کریں گے، ترکی کی باری آجائے تو وہ کیا کریں گے، اسلئے ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے حرمین کی ذمہ داری ایسے حکمرانوں اور ایسے ملک کو عطا کی ہے جو توحید کے دلدادہ ہیں، حرمین کیلئے ہر طرح کا خیال رکھنے والے ہیں، شرک و بدعات سے دور رہنے والے ہیں، حاجیوں کی خدمت کرنے والے ہیں، بلکہ موسم حج میں حکومت کی طرف سے خصوصی حج بجٹ دیا جاتا ہے تو بسا اوقات کئی کئی ملک کے سالانہ بجٹ سے بھی زیادہ ہوتا ہے، اور شاید کئی ملک ملکر بھی وہ خرچہ برداشت نہ کرسکیں، یہ ہم لوگوں کیلئے شرف کی بات ہے، ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہماری مدد کرے۔

انہیں نعمتوں اور خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی ہے، اس وقت کسی بھی ملک کے اندر حکومتی سطح پر ایسا ادارہ نہیں پایا جاتا ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ

انجام دیتا ہو۔اس ادارے کا ذمیدار وزیر کے درجے میں ہوتا ہے۔

ایک بڑی خصوصیت اس ملک کی یہ ہیکہ منکرات صرف اس ملک کی سرزمین ہی پر ممنوع نہیں ہیں بلکہ اسکی فضا میں بھی ممنوع ہیں، چنانچہ سعودی ایئرلائن محکمے میں یہ قانون ہے کہ اس ملک کی فضا میں اڑنے والے کسی بھی ملک کے جہاز کے اندر شراب نہیں پی سکتے۔اس قانون کی پاسداری ہر ملک کو کرنا ہے۔

کچھ سال پہلے ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک نوجوان شراب پینا چاہتا تھا مگر اسے بتایا گیا کہ اس وقت ہم سعودی عرب کی فضا سے گزر رہے ہیں، اور یہاں پر شراب پینا منع ہے، مگر اس نوجوان نے بات نہیں مانی اور شراب پینے لگا،کیپٹن نے جدہ میں واقع صدر دفتر پر اطلاع کردی جس کی وجہ سے جہاز کو جدہ ائیر پورٹ پر اتارا گیا اور اس نوجوان کو سعودی اہل کاروں کے حوالے کردیا گیا۔

سوال یہ ہیکہ یہ قانون آخر کس نے بنایا؟ ہمارے حکمرانوں نے بنایا ہے۔ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ اور یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے شعبہ کا فضل ہے جس کا اثر عوام اور حکام سب پر ہے، معلوم رہے کہ سعودی بین الاقوامی ہوائی جہازوں کے اندر ۹ /سیٹوں کی جگہیں صرف نماز پڑھنے کیلئے خالی رکھی جاتی ہیں، آپ سوال کرسکتے ہیں کہ ان سیٹوں کا سالانہ کرایہ کتنا بنتا ہوگا، بلاشبہ اربوں ریال بنتا ہوگا، اور حکومت ان سیٹوں کا بھی استعمال کرسکتی تھی، مگر ایسا نہیں کیا، یہ حکومت کی طرف سے دین کے اہم رکن نماز کیلئے حرص اور اسکے تئیں اہتمام کو ظاہر کرتا ہے، اور اس طرح ہوائی جہازوں میں نماز کیلئے مسجد کی جگہ آپ کسی دوسرے ملک میں نہیں دیکھیں گے، یہ صرف مملکت سعودی عرب کی خصوصیات میں سے ہے۔

اسی طرح مملکت سعودی عرب کی خصوصیات میں دعوت الی اللہ کے فریضے کو انجام دینا ہے، چنانچہ یہاں پر حکومتی پیمانے پر اس فریضے کو انجام دیا جاتا ہے، اور یہاں کے دستور میں اسے شامل کیا گیا ہے، بلکہ دستور کے اندر باقاعدہ لکھا گیا ہے کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کے فریضے کو انجام

دے، آپ غور کریں کہ دستور کے اندر اس کام کیلئے جس لفظ کا استعمال کیا گیا ہے وہ واجب اور فریضہ ہے، یعنی حکومت اس کام کو واجب اور حکومتی فریضہ سمجھتی ہے، اور یہ آپ کسی دوسرے ملک میں نہیں پائیں گے کہ ملک کے دستور میں اسے شامل کیا گیا ہو یا حکومتی سطح پر دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیا جاتا ہو۔ اور یہ ہم پر اللہ کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے، اللہ الحمد والمنہ۔

اسی طرح مملکت سعودی عرب کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ کسی بھی بڑے آدمی کی وفات کے وقت مملکت سعودی عرب کے پرچم کو جھکایا نہیں جاتا ہے، خواہ وہ انسان سعودی عرب کا ہو یا کسی دوسرے ملک کا، جبکہ دوسرے تمام ممالک کے پرچموں کو جھکایا جاتا ہے، اور اسے آپ اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹر پر دیکھ سکتے ہیں جہاں پر تمام ممالک کے پرچم لگے ہوئے ہیں اور جب کسی ملک کے سربراہ یا کسی بڑی شخصیت کی وفات ہوتی ہے تو تمام پرچموں کو جھکا دیا جاتا ہے سوائے مملکت سعودی عرب کے پرچم کے، اور یہ بھی اللہ رب العالمین کا فضل و کرم ہے کیونکہ اس پرچم پر کلمہ شہادت یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔

اسی طرح مملکت سعودی عرب کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ یہاں پر نماز کے اوقات میں دکانوں کو بند کر دیا جاتا ہے، جب کہ ایسا اور کسی ملک میں نہیں ہے، یہ صرف مملکت سعودی عرب کا طرہ امتیاز ہے۔

اسی طرح مملکت سعودی عرب کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ یہاں سے جب کوئی لڑکی دوسرے ملک میں حکومتی سطح پر پڑھنے کیلئے بھیجی جاتی ہے تو اسکے ساتھ اس کا ایک محرم بھی ہوتا ہے جسے حکومت کی طرف سے ساڑھے سات ہزار ریال الگ سے بطور خرچ دیا جاتا ہے۔ یہ اسلامی اصولوں کی پاسداری اور ایک مسلمان خاتون کو عزت واحترام کے ساتھ مکمل طور پر تحفظ دینا ہے، جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حکومت یہاں کی خواتین کی عزت وآبرو اور انکے تحفظ کا کتنا خیال رکھتی ہے، کیا آپ نے کبھی سنا

ہے کہ اس طرح کوئی ملک لڑکیوں کو محرم کے ساتھ بیرون ممالک پڑھنے کیلئے بھیجتا ہو؟ ایسا کہیں نہیں پائیں گے، یہ صرف مملکت سعودی عرب کی خصوصیات اور امتیاز ہے۔

اسی طرح مملکت سعودی عرب کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ یہاں کے علماء کا احترام اور حکومتی سطح پر انہیں شریک مانا جاتا ہے، اور انکے مشورے پر دینی امور کو انجام دیا جاتا ہے، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ہر ہفتے خادم حرمین شریفین علماء کے بیچ بیٹھتے ہیں دائیں طرف مفتی عام مملکہ ہوتے ہیں اور بائیں طرف شیخ صالح الفوزان ہوتے ہیں اسی طرح اور دیگر چوٹی کے علماء اس مجلس میں شریک ہوتے ہیں، کیا آپ کسی ملک کا نام جانتے ہیں جہاں حکومتی سطح پر علماء کا اس قدر خیال کیا جاتا ہے اور سربراہان ملک ہر ہفتہ علماء کو بطور مہمان بلاتے ہیں اور خصوصی میٹنگ کرتے ہیں؟ آپ ایسا کہیں نہیں پائیں گے۔

اسی طرح مملکت سعودی عرب کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ یہاں پر نیشنلیٹی کے حصول کیلئے مسلمان کا ہونا شرط ہے، چنانچہ اگر کوئی یہاں کی نیشنلیٹی لینا چاہتا ہے تو اسکا مسلمان ہونا ضروری ہے، جبکہ دوسرے ممالک یہ شرط نہیں لگاتے، یہ صرف اسی ملک کی خصوصیت ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ملک دین اسلام کے تئیں کس قدر سنجیدہ ہے۔

اس کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ اقوام متحدہ کے اندر جب حریت ادیان کیلئے خصوصی مجلس منعقد کی گئی تو وہاں پر مملکت سعودی عرب کے نمائندے نے اعتراض کیا کہ ہمارے ملک میں یہ آزادی نہیں ہے اور نہ رہے گی، ہمارے یہاں حکومتی سطح پر صرف ایک ہی دین ہے اور وہ دین اسلام ہے، غیر مسلم کو ہمارے یہاں نیشنلیٹی نہیں دی جاتی ہے۔

اسی طرح مملکت سعودی عرب کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ یہاں پر سیاسی جماعتوں کی تشکیل پر پابندی ہے، یہاں پر تعدد جماعت کی اجازت نہیں ہے خواہ وہ دینی وفکری ہو یا سیاسی، یہاں پر صرف ایک جماعت اور ایک امام ہی معتبر ہے، یہاں کی جماعت سعودی رعایا اور امام خادم حرمین

شریفین ہوتے ہیں، اوراہل حل وعقد یہاں کے کبارعلماءاوروزراءودیگر دانشوران قوم ہوتے ہیں۔جبکہ آپ دوسرے ملکوں میں دیکھیں گے کہ کہیں پر عدالت کے نام پر جماعت بنی ہے،کہیں پرنہضہ اورترقی کے نام پر،کہیں انصاف کے نام پر،کہیں قومیت کے نام پرکہیں بیداری کے نام پراورکہیں دین کے نام پر، اور ہر جماعت اپنے اصولوں اورمنشوروں پر نازاں وفرحاں ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:(فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ) ترجمہ: پھرانہوں نے خود(ہی) اپنے امر(دین) کے آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرلیئے، ہرگروہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسی پراترارہاہے۔(المؤمنون: ۵۳)۔

معلوم ہوا کہ پارٹی بندی اورحزبیت کبھی بھی دین اور دنیا دونوں کیلئے مفید نہیں ہوسکتی، یہ کام ملک دشمنوں کا ہے جو ملک میں سیاسی اورفکری ہوادینا چاہتے ہیں، اورالحمدللہ ہمارا ملک اس طرح کے فرقہ وارانہ حزبیت اورافراتفری سے پاک ہے۔

اسی طرح مملکت سعودی عرب کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ یہاں ابتدائی مدارس سے لیکر کالج اور یونیورسٹیوں تک قران کی تعلیم ہرمرحلے میں دی جاتی ہے،بعض دوسرے مسلم ممالک میں بھی قرآن پڑھایا جاتاہے مگر صرف بعض ابتدائی مراحل ہی تک محدود ہے،لیکن ہمارے ملک میں ابتداء ہی سے بچوں کو قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے، اسے یاد کراکے اور اسکا معنی وتفسیر بھی بتا کر یہاں تک کہ وہ یونیورسٹی سے فارغ ہوجاتاہے۔

اس طرح آپ کسی دوسرے ملک میں نہیں پائیں گے جس طرح قرآن کریم کی خدمت اوراسکی تعلیم کاانتظام ہمارے ملک میں یہاں کے حکام کررہے ہیں، چنانچہ جس طرح قرآن کی تعلیم تمام مراحل میں دی جاتی ہے اسی طرح دوسری طرف قرآن کی چھپائی اوراسکی تقسیم پوری دنیامیں کی جاتی ہے، ساتھ ہی اسکاترجمہ اورتفسیر بھی مختلف عالمی زبانوں میں کراکے تقسیم کیا جاتاہے۔اسکے لئے خصوصی طورپرمدینہ طیبہ

کے اندر پورا ایک کمپلیکس بنا ہوا ہے، عمرہ اور حج کی مناسبت میں حاجیوں کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے، نیز پوری دنیا میں سعودی سفارت خانوں کے ذریعے بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔

یہ سب اللہ کا فضل و کرم اور اس کا احسان ہے نیز اس ملک کی یہ خصوصیات اور امتیازات ہیں جو دوسرے ممالک کو حاصل نہیں ہیں، اب ایسا ملک جہاں اس طرح کی ممتاز خصوصیات موجود ہوں پھر بھی انہیں چھپایا جاتا ہے، آخر ان خصوصیات کو بیان کیوں نہیں کیا جاتا؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اخوان المسلمون مملکت سعودی عرب کے ان خصوصیات اور کارناموں کو کیوں چھپاتے ہیں؟ انہیں بیان کیوں نہیں کرتے؟ ان پر کبھی گفتگو کیوں نہیں کرتے؟ بلکہ یہ ہمیشہ اسکے برعکس کرتے ہیں، یہاں کی خامیوں اور کمیوں کو بیان کرتے پھرتے ہیں اور منفی خبروں کو ہوا دیتے ہیں۔

ہمیں اس بات کا پورا اعتراف ہے کہ ہم کمیوں سے مبرا نہیں ہیں، ہمارے یہاں کمیاں پائی جاتی ہیں، بلکہ غلطیاں اور خامیاں تو انسان کی صفات میں سے ہے، اس سے کوئی پاک نہیں ہے بلکہ انسان خطاؤں کا پتلا ہے۔لیکن ہر مجلس میں صرف خامیوں اور غلطیوں ہی کا بیان کیا جائے اور اسی کو ہوا دیکر حکام کے خلاف عوام کو بھڑکایا جائے اور اسی کو عادت بنالیا جائے یہ کہاں کی دانشمندی ہے، اور اخوان المسلمون کے لوگ یہی کرتے ہیں بلکہ سوشل میڈیا میں بطور خاص ٹیوٹر پر حکام کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرنے کیلئے لوگوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں، یہ اعدائے مملکہ یہاں کی خوبیوں اور کارناموں کو کبھی بیان نہیں کرتے، اور اگر کوئی اپنے ملک کی خوبیوں اور کارناموں کو بیان کرے تو اسے چاپلوس، سرکاری ایجنٹ، مدح سرا اور درباری مولوی کہکر میڈیا میں بدنام کرتے ہیں، حتی کہ نظریاتی طور پر اسے مدخلی اور جامی بھی کہہ کر اسے بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اسی طرح یہ بدنام کرنے اور برے القاب سے پکارنے کے ساتھ ساتھ تہمت اور الزام بھی لگاتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ یہ مخالف اور الٹے مفاہیم اور باطل افکار نوجوانوں کے اندر کس نے ڈالے ہیں؟ جو

اپنے ملک اور حکومت کی تعریف کرے اسے برا سمجھا جانے لگا ہے، اور جو برائی کرے، گالی دے اسے مجاہد؟ جبکہ حکومت اور ملک کے مفادات میں رہنا اور ساتھ دینا ہی بہتر بلکہ قابل فخر ہے، اس لئے اگر کوئی ایسی صورت میں آپ کو حکومت کا ایجنٹ کہے تو آپ اسے بلا جھجھک جواب دیں: جی ہاں، میں اپنے ملک کا اور یہاں کی حکومت کا ایجنٹ اور جاسوس ہوں، اس پر مجھے فخر ہے، لیکن ذرا تم بھی بتادو کہ تم کس کے ایجنٹ اور جاسوس ہو؟ ترکی اور ایران کے ایجنٹ ہو؟ یا دہشت گرد اخوانی جماعت کے ایجنٹ ہو؟ یا پھر کس کے ہو؟ تمہاری گردن میں کس کی بیعت ہے؟ اسے آسانی سے نہ جانے دیں، بلکہ پلٹ کر وہی سوال اس سے بھی کریں، کیوں کہ وہ درحقیقت حاسد اور حاقد ہے اس ملک کا، یہاں کے حکمرانوں اور علمائے دین کا، یہ اپنا اصول عوامی بنانا چاہتے ہیں تاکہ لوگ ان کی طرح ملک دشمن اور حکومت دشمن بن جائیں، اور کچھ تو ان میں ایسے ہیں جو لوگوں میں یہ دکھاتے ہیں کہ وہ بھی ملک اور حکومت کے ساتھ ہیں، وہ بھی ہماری طرح شماغ اور عقال پہنتے ہیں تاکہ کوئی فرق نہ کرسکے مگر یہ لوگ دل میں ملک وحکومت کے خلاف شدید بغض اور حقد رکھتے ہیں، اور اپنی جماعت اور دوسرے ملک کے ساتھ انکی ساری ہمدردی اور محبت ہوتی ہے۔

اسی ضمن میں تحریکی اخوانیوں کے یہاں ایک معروف عقیدہ اور منہج ہے جسے یہ شعوری گوشہ نشینی کہتے ہیں، یعنی وہ سماج میں آپ کے ساتھ رہیں گے مگر شعوری اور فکری وقلبی طور پر آپ سے دور ہوں گے، بلکہ مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ کر کسی دوسری جماعت کے ساتھ اور اپنے ملک وحکومت سے دشمنی رکھ کر کسی دوسرے کے ساتھ مربوط ہوں گے، وہ آپ کے ساتھ بس شکل وصورت اور ظاہری طور پر ہوں گے، وہ آپ سے میٹھی میٹھی باتیں بھی کریں گے، اس لئے ایسے لوگوں سے کبھی دھوکہ مت کھانا، کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے بارے میں واضح طور پر فرمادیا ہے کہ یہ لوگ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں بات کریں گے، اس لئے آپ انکے ظاہری مظاہر اور اوصاف سے دھوکہ نہ

کھائیں، بلکہ آج کے یہ اخوانی مختلف رنگ بدلتے ہیں، یہ رنگ بدلنے میں اسقدر ماہر ہیں کہ گرگٹ بھی انہیں دیکھ کر شرما جائے اور وہ بھی انکی طرح رنگ بدلنے سے عاجز آجائے۔

آج ہم سنتے ہیں کہ میدان میں جدید قوم پرست کے نام سے کچھ سامنے آئے ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ بالذات اسی وقت قوم پرستی کا ڈھونگ کیوں رچ رہے ہیں؟ انہوں نے اپنی قوم پرستی پہلے کیوں نہیں دکھائی تھی؟ کیا وطن پرستی اور مملکت سعودی عرب کی اہمیت کا اندازہ انہیں اس وقت ہوا ہے؟ پہلے انہوں نے اس پر کیوں نہیں کچھ کہا یا لکھا؟ کیا پہلے لوگوں کے اندر وطن دوستی نہیں تھی؟ یا صرف یہی لوگ وطن دوست ہیں؟ کیا اس وطن کے حکمرانوں سے محبت اور واجبی اطاعت فرمانبرداری کا اظہار اسی وقت کرنا تھا، پہلے کیونکہ نہیں کیا؟ دراصل یہ حکومت کا ڈنڈا اور خوف ہے جس نے انہیں مجبور کیا کہ یہ خود کو ظاہر کریں اور بظاہر وطن پرستی کا ڈھونگ رچیں تاکہ یہ ایکسپوز ہونے سے بچ جائیں۔

اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اخوان المسلمون اور اعدائے مملکہ کے فاسد عزائم کو توڑنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ مملکہ کے کارناموں اور خوبیوں کو بیان کیا جائے، اور اسے اپنے لئے اور دوسرے کیلئے خیر کا باعث سمجھیں، اسے اپنی مجلسوں میں ذکر کریں، اپنے بچوں کو بتائیں، اس نعمت کا ہر جگہ پرچار کریں اور بتائیں کہ ہمارے آباء واجداد کا ملک اور حکمران کے ساتھ کیا رویہ ہوتا تھا، انہیں بتائیں کہ ہمارے آباء واجداد کس طرح فقر ومحتاجگی کی زندگی گزار رہے تھے مگر جب ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس ملک کو متحد کیا، اور تمام بکھرے ہوئے قبائل کو ایک لڑی میں پرویا اور توحید کی دعوت کے ساتھ حکمرانی شروع کی تو اللہ نے اس ملک کو بے شمار نعمتوں سے نوازا، جس میں ہم پل رہے ہیں، یہ ملک امن وامان کا گھوارہ بن گیا ہے ہم مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب چاروں اطراف کہیں بھی چلے جائیں کسی کا خوف نہیں ہوگا سوائے اللہ کے۔ رات یا دن کسی بھی وقت ہم کہیں بھی سفر کیلئے نکل جائیں کسی حفاظت یا حمایت کی ضرورت نہیں پڑے گی، جس طرح کہ ہمارے آباء واجداد کرتے تھے، اور وہ سفر کرنے میں کافی احتیاط برتتے تھے، اور

راستے میں مشقتیں اور تکلیفیں اٹھاتے تھے۔ ریاض سے مکہ مکرمہ کا سفر کرتے تو کئی ہفتے لگ جاتے تھے اور راستے میں جہاں بھی کوئی بستی دکھائی دیتی وہیں پر ٹھہر جایا کرتے تھے، مگر آج آپ اپنی گاڑی میں سوار ہو جائیں اور اللہ پر توکل کر کے نکل جائیں، صبح نکلیں اور شام تک مکہ پہونچ جائیں، یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، جس پر ہم اللہ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔

دوسرا ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنی جال میں پھنسانے کا ایک ہتھکنڈا اور طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ علمائے اہل سنت اور علمائے ربانیین پر بے بنیاد الزامات اور تہمتیں لگا کر انہیں عوام کی نظروں میں گرانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگ اور بالخصوص نوجوان ان سے دور ہو جائیں چنانچہ ان علمائے امت کے بارے میں یہ طرح طرح کے پروپیگنڈے کرتے ہیں، کبھی انہیں علمائے حیض ونفاس کہتے ہیں تو کبھی انہیں درباری مولوی کہتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ یہ بزدل ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ یہ حکمرانوں کے ایجنٹ ہیں، یہ وہی بولتے ہیں جو انہیں لکھ کر دے دیا جاتا ہے، کبھی کہتے ہیں کہ یہ حکمرانوں کے ہر کرتوت کیلئے فتوی تیار رکھتے ہیں، کبھی کہتے ہیں انہیں فقہ الواقع یعنی امت کے تعلق سے پیش آمدہ حساس مسائل کا علم نہیں کہ یہ بالکل کنویں کے مینڈک ہیں، ان کا کام صرف نئے مہینوں کی آمد کی خبر دینا ہے، انہیں کسی چیز میں استقلال اور آزادی حاصل نہیں ہے، یہ خود سے کوئی فیصلہ نہیں لے سکتے بلکہ یہ لکھا ہوا فیصلہ پڑھتے ہیں۔

اس طرح کے الزامات یہ علمائے ربانیین پر اس لئے لگاتے ہیں تاکہ انہیں نوجوانوں کے اندر غیر معتبر بنا سکیں، اور پھر اسکے بعد یہ اپنے باطل گمراہ کن افکار ونظریات اور منحرف عقائد انکے دلوں میں انڈیل سکیں، ساتھ ہی ان علماء کا بدیل پیش کر سکیں جنہیں عوام اور نوجوان دیکھیں اور پڑھیں، اور اسکے لئے یہ میڈیا، ویب سائٹ، ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا کا پورا پورا استعمال کرتے ہیں، جہاں پر یہ اپنے من گھڑت اور من پسند اسکالرز اور مفکرین، افکار ونظریات اور تجربات پیش کرتے ہیں، علمائے ربانیین اور ائمہ

دعوت اور انکی کتابوں کو منظر نامے سے غائب کر کے جن اسکالرز اور مفکرین کو سامنے لاتے ہیں ان میں مشہور مودودی، ندوی، حسن بنا، سید قطب، محمد قطب اور ان جیسے جدت پسند مفکرین اور انکی کتابیں شامل ہیں جن کا تعلق جدید تحریکوں اور خارجی جماعتوں سے ہے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ جدید شخصیات اور انکی کتابیں کبھی بھی اہل سنت والجماعہ کے راستے پر چلنے والے کے دل میں نہیں ٹھہر سکتیں، وہ اہل سنت جنہوں نے علمائے ربانیین کی کتابوں کو پڑھا ہوگا، اور توحید وسنت کو سمجھا ہوگا، اسلئے ضروری ہے کہ ہم اپنی اولاد کو اور اپنے نوجوانوں کو سلف اور ائمہ دعوت کی کتابوں سے جوڑ کر رکھیں تاکہ وہ آج کے جدید مفکرین ملت اور انکی کتابوں سے دور رہیں، اور الحمدللہ مملکت سعودی عرب نے ان لوگوں کی کتابوں پر پابندی لگادی ہے، اور تمام جگہوں سے جیسے مدارس وجامعات اور مساجد ومراکز سے ہٹانے سے کا فرمان جاری کر دیا ہے، اور الحمدللہ سب کو ہٹا بھی دیا گیا۔

یہاں یہ سوال کوئی کرسکتا ہے کہ آخر ان کتابوں پر پابندی اسی وقت کیوں لگائی گئی؟ اس سے پہلے پابندی کیوں نہیں لگائی گئی؟ تو اسکا جواب یہی ہے کہ ممکن ہے کچھ لوگوں کی طرف سے انکے تعلق سے حسن ظن دکھایا گیا اور ہماری قیادت نے انکے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا، مگر جب انکی سازش اور انکے خطرات لوگوں پر واضح ہوگئے، اور یہ باتیں کھل کر سامنے آگئیں کہ انکے مناہج وافکار غلط ہیں، یہ خفیہ سرگرمیوں میں ملوث ہیں، اور خارجی سیاسی وتحریکی تنظیموں سے تعلقات رکھتے ہیں، اور انکے عزائم ملک وملت کے تئیں خطرناک ہیں، نئی نسل کو اور نوجوانوں کو اپنے افکار ضالہ پر تربیت دینے میں ملوث ہیں، تو پھر انکے خلاف قیادت حرکت میں آئی اور ان پر شکنجہ کسا گیا، انکی سرگرمیوں پر پابندی لگائی گئی اور انکی کتابوں پر بھی پابندی لگادی گئی اور انکے خطرات وافکار سے لوگوں کو آگاہ کیا گیا۔

تیسرا ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنی جال میں پھنسانے کا ایک ہتھکنڈا اور طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ امت مسلمہ کے

جذبات وعواطف کا زبردست استحصال کرتے ہیں، چنانچہ عالم اسلام میں کسی بھی المناک سانحے کو لیکر یہ امت کا رونا شروع کر دیتے ہیں، اور ہر سانحے پر مسلم حکمرانوں کو اور علمائے ربانیین کو کوستے ہیں جس سے لگتا ہے کہ اس کا ذمہ دار یہی لوگ ہیں، اور اس سانحے کے پیچھے کون ہے اور اسکے اسباب کیا ہیں کسی سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا اور نہ ہی ان پر یہ بات کرتے ہیں، اور نہ ہی اسکا حل بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کو فتنوں کے وقت اور کمزوری کے وقت کیا کرنا چاہیئے، بس یہ صرف امت کے نام پر رونا شروع کرتے ہیں تا کہ لوگوں کی ہمدردیاں بٹور سکیں، اور نوجوانوں کے جذبات کو بھڑکا کر انہیں فتنوں کی آگ میں جھونک سکیں، جس کے لئے یہ نہ کوئی سوال کرتے ہیں اور نہ ہی اسباب جاننے کی کوشش کرتے ہیں، بس یہ انہیں اپنے فاسد مقاصد اور بھیانک عزائم کیلئے بطور ایندھن استعمال کرتے ہیں، انہیں اپنے باطل افکار اور خارجی نظریات پلا کر جہاں چاہتے ہیں بھیج دیتے ہیں، پھر اگر ان میں کوئی ہوش میں آجاتا ہے تو اپنے ملک واپس آجاتا ہے ورنہ وہ انہیں باطل افکار کا وہ ایندھن بن کر رہ جاتا ہے۔

اور کچھ نوجوان ایسے ہوتے ہیں جو انہیں خارجی افکار کے ساتھ اپنے وطن واپس آتے ہیں یا انہیں باقاعدہ اہداف کے ساتھ واپس بھیجا جاتا ہے جو اپنے ہی ملک وملت کیلئے حاقد وحسد اور خونخوار بھیڑیا ثابت ہوتے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے انہیں نوجوانوں کے بارے میں لکھا ہے کہ جب یہ فتنوں اور جنگ زدہ علاقوں میں جاتے ہیں تو وہاں پر پہونچنے سے پہلے ان سے انہیں جماعتوں اور تحریکوں کے قائدین اور سرغنہ ان سے ملتے ہیں اور ان کا برین واش کرتے ہیں، یہاں تک کہ جب یہ کبھی اپنے ملک واپس آتے ہیں تو حاقد اور حاسد بن کر آتے ہیں، شیخ رحمہ اللہ اپنی کتاب مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین: ۲۵/ ۳۳۰ میں کہتے ہیں: (أنه يشترك في هذه الحروب أُناسٌ جاءوا لينفِّسوا عن أنفسهم؛ لأنَّهم في بلادهم مكبوتون، فيأتون لينفسوا عن أنفسهم، ثم يبثون السموم

في الآخرين ويكرهون ولاتهم. فيرجع هؤلاء إلى بلادهم وهم قد مقتُوا البلاد رَعيتَها ورُعاتَها. ويحصل بذلك مفاسد كثيرة. والأمثلة كثيرةٌ لا أحب أن أذكرها) ترجمہ: ایسی لڑائیوں میں وہی لوگ شریک ہوتے ہیں جو اپنا غم ہلکا کرنے آتے ہیں؛ کیونکہ وہ اپنے ملک میں مظلومیت کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں، تو یہاں خود کو راحت پہونچانے آتے ہیں، پھر دوسروں کے دلوں میں زہر بھرتے ہیں، اور انکے حکمرانوں سے انکے دلوں میں نفرت پیدا کرتے ہیں، پھر جب وہ اپنے ملکوں میں واپس آتے ہیں، تو اس وقت اپنے ملک کے حکمرانوں اور عوام سب سے نفرت کرتے ہیں اور سب کو وہ اپنا دشمن سمجھتے ہیں، جس سے ملک میں فساد پھیلتا ہے اور فتنہ عظیم کا سبب بنتا ہے، اس پر مثالیں بہت ہیں مگر بروقت میں انہیں بیان نہیں کرنا چاہتا۔

چوتھا ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنی جال میں پھنسانے کا ایک ہتھکنڈا اور طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضے کو سلف کے طریقے پر نہیں بلکہ اپنے خارجی طریقے پر استعمال کرتے ہیں، اور اسکے ذریعے عوام اور بالخصوص نوجوانوں کے جذبات کا استغلال کرتے ہیں، اور یہ معلوم ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مسئلے میں اس سے پہلے بھی معتزلہ اور خوارج بھٹک چکے ہیں، مگر جہاں تک مسئلہ اہل سنت والجماعہ کا ہے تو یہ ان سے جدا ہیں، یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ اسی طرح انجام دیتے ہیں جس طرح شریعت محمدیہ کے اندر اسکے لئے اصول وضوابط بتائے گئے ہیں، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے العقیدہ الواسطیہ کے اندر اس مسئلے میں اہل سنت والجماعہ کے منہج کو واضح کرتے ہوئے کہا:

(ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر على ما توجبه الشريعة) ترجمہ: اور یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ اسی طرح انجام دیتے ہیں جس طرح شریعت محمدیہ ان پر واجب کرتی ہے۔

اسی طرح شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے کہا ہے:(وأری وجوب الأمر بالمعروف والنهي عن المنکر علی ما توجبه الشریعة المحمدیة الطاهرة)۔ترجمہ: میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضے کو اسی طرح واجب سمجھتا ہوں جس طرح شریعت محمدیہ واجب کرتی ہے۔شرح عقیدۃ الامام المجدد محمد بن عبد الوہاب للشیخ صالح الفوزان،ص:۱۳۹

چنانچہ ہم اہل سنت والجماعہ کا دعوت کے میدان میں یہی منہج ہے کہ ہم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ اسی طرح انجام دیتے ہیں جس طرح شریعت محمدیہ ہم پر واجب کرتی ہے۔مگر جہاں تک تحریکی اور خارجی جماعتوں اور تنظیموں کا تعلق ہے جیسے خوارج،معتزلہ اور اخوان تو یہ اپنے خاص مناہج اور طریقوں سے یہ کام کرتے ہیں بلکہ انہوں نے اسے اصول دین میں سے ایک اصول بنا رکھا ہے اور اس سے مراد یہ حکام کے خلاف خروج اور بغاوت کو مراد لیتے ہیں،یعنی مسلح خروج کو مراد لیتے ہیں۔

اور یہ اس اصول کی روشنی میں جو بھی کارستانیاں انجام دیتے ہیں اس میں یہ عبد اللہ ابن سبا یہودی کو اپنا اسوہ اور سلف بناتے ہیں،چنانچہ اس نے اپنے چیلوں اور پیروکاروں کو ایک بار نصیحت کرتے ہوئے کہا:(إبدؤوا فی الطعن علی أمرائکم وأظهروا الأمر بالمعروف والنهي عن المنکر تستمیلوا قلوب الناس و ادعوهم إلی هذا الأمر) ترجمہ:تم اپنے کام کا آغاز اپنے حکام پر طعن وتشنیع کے ساتھ شروع کرو،اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ بھی دکھاوے کیلئے انجام دیتے رہو جس سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرسکو گے،اور ساتھ اپنی دعوت کی طرف بھی بلاتے رہو۔ اس طرح انکا منہج یہودیوں سے جاملتا ہے۔(تاریخ طبری:۴/ ۳۴۱

اسی طرح ایک سوال کے جواب میں شیخ صالح الفوزان نے کہا کہ حکام کی غلطیوں کی تشہیر نہ کرو کیونکہ اس سے شر مزید بڑھے گا اور فائدہ کچھ نہیں ہوگا،یہ خوارج کا منہج ہے،جسے ابن سبا نے رواج دیا ہے۔

چھٹی صدی ہجری میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مسئلے کا اسی طرح ابن تومرت نے بھی

استغلال کیا تھا جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مجموع الفتاوی کے اندر اس واقعے کو ذکر کیا ہے، چنانچہ اس نے اسی مسئلے کو بنیاد کر لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ اکٹھا کر لی، پھر اسے قید کر دیا گیا، جب یہ قید سے باہر آیا تو سماج سے دور ایک مسجد میں جا کر گوشہ نشین ہو گیا اس مسجد کا نام اس نے مسجد توحید رکھا، دھیرے دھیرے اس کے پاس لوگوں کی دوبارہ اچھی خاصی بھیڑ اکٹھا ہو گئی یہاں تک کہ ایک دن اس نے جمعہ کے خطبے میں اعلان کر دیا کہ وہ مہدی منتظر ہے، لوگوں پر واجب ہے کہ وہ اب بیعت کریں، چنانچہ وہ منبر سے نیچے اترا اور وہاں موجود تمام لوگوں نے اس سے بیعت کی۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ اس نے اس پر بطور دلیل اور نشانی بڑا ہی خبیث اور بھیانک عمل اختیار کیا، بایں طور کہ اس نے کچھ لوگوں کو حکم دیا کہ کچھ قبریں تیار کی جائیں اور ان میں زندہ آدمیوں کو بٹھا دیا جائے، اور جب لوگ جا کر پوچھیں تو اندر سے یہ لوگ جواب دیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، پھر اس نے لوگوں سے یہی دعوی پیش کیا کہ جب آپ قبروں سے پوچھو گے تو وہ بھی میرے مہدی ہونے کی گواہی دیں گی۔ چنانچہ جب لوگ ان قبروں کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ یہ کیا یہ مہدی ہیں؟ تو اندر سے لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں یہ مہدی ہیں۔ یہ سن کر لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور اسے ایک معجزہ سمجھا۔ اور جب لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ وہ مہدی ہے، اور سب نے یہ اقرار کر لیا تو اس نے حکم دے دیا کہ ان قبروں کو ٹھیک سے بند کر دیا جائے، چنانچہ اسکے آدمیوں نے اندر بیٹھے لوگوں کو زندہ ان قبروں میں بند کر دیا تا کہ باہر آنے کے بعد کسی سے یہ سازش ایکسپوز نہ ہونے پائے۔

پانچواں ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنی جال میں پھنسانے کا ایک ہتھکنڈا اور طریقہ یہ بھی ہے کہ آل شیخ نے حکومت کرنے میں تینوں مراحل کے اندر آل سعود کا جو دینی تعاون کیا ہے اور آل سعود نے جو انکا ساتھ دیا ہے اور سلفی دعوت اور کتاب وسنت کے مطابق یہاں کے حکام نے جو دین کی خدمت کی ہے اور توحید وسنت

کی جو اشاعت کی ہے اس زریں تاریخ کو ان لوگوں نے بڑی عیاری سے چھپایا ہے اوران نمایاں کارناموں کولوگوں کے سامنے لانے سے گریز کیا ہے۔

آپ سوال کریں کہ آغاز دعوت میں شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کا ساتھ کس نے دیا؟ کیا امام محمد بن سعود نے نہیں دیا؟ کیا آپ اپنی اولاد، اپنی امارت وحکومت اور اپنی فوج کے ساتھ شیخ کے ساتھ کھڑے نہیں ہوگئے تھے؟ کیا یہ آپ نے صرف دعوت توحید کی خاطر نہیں کیا تھا؟ اور اسی توحید کی دعوت ہی کی خاطر پہلی حکومت اور دوسری حکومت کو اعدائے توحید نے گرایا ہے، مگر آل سعود توحید کے دفاع میں مضبوطی کے ساتھ قائم رہے، کبھی دشمنوں سے توحید پر سمجھوتہ نہیں کیا۔

اس لئے میں یہی کہوں گا کہ آل سعود نے آل شیخ کا اور دعوت توحید کا ہر سطح پر ساتھ دیا، مال و دولت خرچ کرکے، امارت وحکومت کے سپورٹ سے اور اپنی فوج کے ذریعے یہاں تک کہ توحید وعقیدہ اور دین کی حفاظت اور اسکے دفاع میں انہوں نے اپنی جانوں کو قربان کردیا۔ تو کیا عقیدے اور توحید کی خاطر اس عظیم قربانی کی وجہ سے یہ شکریہ کے لائق نہیں ہیں؟ یقیناہیں، اورہمیں اللہ کا پھر آل سعود کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اوران کیلئے ہر خیر کی دعاء کرنا چاہئے کہ وہ اس کے مستحق ہیں، اللہ انہیں دنیا وآخرت ہر جگہ خیر و بھلائی سے نوازے۔

چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ آغاز دعوت میں ۱۱۵۷ ہجری کے اندر جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے امام محمد بن سعود سے کہا کہ ایسا ہوسکتا ہے کہ آپ کی حکومت مضبوط ہو جائے تو آپ مجھے راستے میں چھوڑ دیں؟ توامام محمد نے کہا کہ آپ اپناہاتھ بڑھائیں، چنانچہ شیخ نے اپناہاتھ آگے کیا توامام محمد نے بیعت کی اورکہا کہ ہر حال میں رہنا جینا آپ کے ساتھ ہوگا۔

اس طرح درعیہ کی امارت جلد ہی مشہور ہوگئی اور لوگ وہاں توحید کا درس لینے دور دور سے آنے لگے، چنانچہ وہاں سے بڑے بڑے علماء، دعاۃ اور قاضی نکلے، جو دور دراز علاقوں میں اور بستیوں میں جا کر

لوگوں کو دین سکھاتے، توحید کی دعوت دیتے اور انکے درمیان شریعت کے مطابق فیصلے کرتے، اس طرح توحید وسنت کی دعوت جلد ہی عام ہوگئی اور حکومت نے اس دعوت کی ہر موڑ پر ساتھ دیا۔ اسی لئے اس حکومت کو حکومت و دعوت دونوں کہا جاتا ہے۔

اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ جو لوگ اور جماعتیں اور تنظیمیں اس حکومت کے خلاف ہیں اور اسے گرانا چاہتے ہیں وہ اس دعوت توحید کے خلاف ہیں اور اسی دعوت کو ختم کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ انہیں پتہ ہے کہ یہ حکومت اسی مضبوط قاعدے اور بنیاد پر قائم ہے، اس دعوت کے ختم ہوتے ہی یہ حکومت بھی ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ شروع ہی سے انہوں نے اسی سلفی دعوت اور توحید کو ٹارگٹ کیا ہے اور اسی کو انہوں نے ہمیشہ بدنام کرنے کی کوشش کی ہے چنانچہ پہلے یہ اسے وہابیت کہہ کر بدنام کرتے تھے، اور اب جامی اور مدخلی وغیرہ کہہ کر بدنام کر رہے ہیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آل سعود نے اس دعوت کا ساتھ ہمیشہ دیا ہے، اور توحید وسنت کی نشر و اشاعت میں نمایاں رول ادا کیا ہے، قرآن اور اہل قران کو پورے ملک میں پروموٹ کیا، دعوت توحید کو پھیلایا، علماء کو عزت واحترام سے نوازا، داعیوں کا خیال کیا، اسلئے ان سب کو بیان کرنا واجب ہے تاکہ لوگوں کو حقیقت کا علم ہو۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تعریف زیادہ نہیں کرنی چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کہنا ہی غلط ہے، کیوں کہ مدح زائد ہمارے یہاں بھی جائز نہیں ہے، یہ تعریف کے لائق ہیں، ان کی تعریف کرنا وقت کی ضرورت ہے، ہاں ایسی تعریف نہیں کی جائے گی جو انکے اندر نہ ہو، کیوں کہ یہ غلط بیانی اور جھوٹ میں شامل ہو جائے گا جو کہ ناجائز ہے، لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ جو ان کے حقیقی اور دینی کارنامے ہیں وہ کم نہیں ہیں۔

آپ یہاں پر الزامات لگانے والوں کو دیکھیں گے کہ وہ مملکت توحید کی حقیقی تعریف کرنے والوں کو مدح سرا اور حکومت نواز جیسے القابات سے نوازتے ہیں مگر دوسری طرف خود ترکی جیسے ملک اور

اردگان کی تعریف کرتے نہیں تھکتے، اس پر انہیں کوئی حکومت نواز نہیں کہتا، بلکہ ایسے لوگوں کو یہ پروموٹ کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آخر یہ ایسے حاکم کی تعریف کیسے کرتے ہیں جو ہم جنس پرستوں کو سپورٹ کرتا ہے اور اپنے ملک میں شراب اور زنا کے اڈے کھلوا کر انہیں قانونی درجہ دیتا ہے؟! جہاں پر فسق و فجور اور فحاشی عروج پر ہے پھر بھی یہ اس ملک اور وہاں کے حکمران کی تعریف کرتے نہیں تھکتے جبکہ دوسری طرف توحید وسنت کو نشر کرنے والے نیز حرمین کا انصرام وانتظام کرنے والے بلاد توحید کی برائی کرتے ہیں، اور جو اس کی خوبی بیان کرے اسے یہ حکومت نواز اور ایجنٹ بتاتے ہیں، سبحان اللہ! کیا دوہرا گھٹیا معیار ہے! حالانکہ جو اپنے ملک اور حکمران سے دشمنی کر کے بطور خاص بلاد توحید سے دشمنی کر کے دوسرے ملک کے ساتھ ولاء اور محبت رکھے وہی حقیقت میں ایجنٹ اور جاسوس ہے۔

اور جہاں تک حکمرانوں کی سمع وطاعت پر مشتمل احادیث کا تعلق ہے تو انہیں اخوانی جماعت کے کسی ایجنڈے اور گفتگو کا حصہ نہیں پائیں گے، بلکہ یہ ان حدیثوں سے لوگوں کو دور رکھتے ہیں، اور یہ جس طرح سوشل میڈیا کا بکثرت استعمال کرتے ہیں آپ کبھی بھی نہیں دیکھیں گے کہ ان حدیثوں کو یہ پوسٹ کرتے ہوں، بلکہ جو ان احادیث پر گفتگو کرتا ہے اور انہیں نشر کرتا ہے تو یہ اسے بدنام کرتے ہیں، مجھ سے ایک نوجوان نے بتایا کہ شیخ! میں نے ان حدیثوں کو اپنے ٹویٹر اکاونٹ پر نشر کیا تو ایک شخص نے مجھے پرسنل پر میسیج بھیجا اور میری تکفیر کر ڈالی۔

یہ حقیقت ہے کہ یہ لوگ ایسی حدیثوں سے دور بھاگتے ہیں بلکہ مذاق تک اڑاتے ہیں، کیونکہ انکی فکر اور انکے عقیدے میں خارجیت پیوست ہے، حالانکہ اطاعت امیر کی شریعت میں بڑی تاکید آئی ہے، اور یہ تقرب الہی کا ذریعہ اور واجبی فریضہ ہے، ہر مسلمان کی یہ ایک شرعی ذمیداری ہے کہ حاکم کی اطاعت کرے اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑے جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: " بَايَعْنَا رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَعَلَى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ "۔

ترجمہ: سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے اور بات ماننے پر سختی اور راحت میں، خوشی اور ناخوشی میں اور گو ہمارے حق کا خیال نہ رکھا جائے اور اس امر پر کہ ہم جھگڑا نہ کریں گے اس شخص کی سرداری میں جو اس کے لائق ہے، اور ہم سچ بات کہیں گے جہاں ہوں گے، اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ (صحیح مسلم:۱۷۰۹)۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ) ترجمہ: میرے بعد تم یہ دیکھو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی، لیکن تم صبر سے کام لینا، تا آنکہ تم آخر میں مجھ سے حوض پر آ کر ملو (جنگ اور فساد نہ کرنا)۔(صحیح بخاری: ۳۱۶۳)۔

اس حدیث سے ایک عظیم فائدہ معلوم ہوتا ہے، وہ یہ کہ صبر پوری زندگی کرنا ہے، کیونکہ تا قیامت صبر کا حکم ہے یہاں تک حوض کوثر پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو جائے۔ پتہ چلا کہ صبر ابدی مراد ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم کتنا صبر کریں؟ ہم نے اس حاکم کے ظلم پر دس سال صبر کیا، بیس سال صبر کیا، اب کتنا کریں؟ اس کا جواب یہی حدیث ہے کہ صبر زندگی بھر کرنا ہے جس کا فائدہ اہل علم نے یہ بتایا ہے کہ حاکم کے ظلم پر صبر کرنے سے حوض کوثر پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگی اور آب کوثر پینے کا موقع ملے گا۔ اس کی صراحت شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کی ہے کہ حکام کے ظلم و جور پر صبر کرنا حوض پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کا سبب ہے، چنانچہ آپ اپنی کتاب شرح العقیدہ السفارینیہ کے اندر کہتے ہیں جو صبر کرے گا اس کیلئے میں امید کرتا ہوں کہ بروز قیامت وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ

حوض کا پانی پیئے گا۔

حدیث کا فائدہ اخوانیوں کو نہیں معلوم، یا جنہیں معلوم ہے وہ تجاہل سے کام لیتے ہیں، اور دوسروں کو ایسی حدیثوں اور انکے مفاہیم سے دور رکھتے ہیں، اور تعجب ہے کہ بعض لوگوں کی پوری زندگی ختم ہو جاتی ہے اور وہ سمع وطاعت کی ان حدیثوں کو نہ سنتے ہیں اور نہ ہی انکے بارے میں کچھ جانتے ہیں جبکہ ایسے لوگ ہمارے اس بلاد توحید میں پائے جاتے ہیں، جہاں علماء وخطباء کی بھرمار ہے، آخرکم ازکم خطبات جمعہ میں تو ایسی حدیثوں کو عوام کے سامنے بیان کرنا چاہئے، سوال یہ ہے کہ خطبوں کو آخر تیار کون لوگ کرتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ یونہی اتفاق نہیں ہے کہ ایک آدمی کی پوری زندگی گزر جائے اور اسے اس کے حاکم کے بارے میں کیا حقوق ہیں کبھی سننے کے لئے کچھ نہ ملے، یہ ایک گہری سازش ہے، پوری نسل ختم ہو جاتی ہے یا بوڑھی ہو جاتی ہے اور اسے ان عظیم حدیثوں سے دور رکھا جاتا ہے، یہ بھی انہیں کے ایجنڈوں کا حصہ ہے، کہ جب لوگ ایسے سماج میں رہیں گے جنہیں اپنے حکام اور حقوق کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہوگا بلکہ صرف انکا جور اور ظلم ہی پتہ ہوگا تو انہیں جب بھی حکام کے خلاف خروج و بغاوت کیلئے سڑکوں پر بلایا جائے گا فورا نکل جائیں گے، کیونکہ اس بارے میں انہیں نہ تو کوئی منہج اور عقیدہ بتایا گیا ہے اور نہ ہی حکام اور رعایا کے آپسی حقوق اور نہ ہی دین واخلاق کی بنیادیں کہ ایسے موقع پر وہ کیا کرے، بس اسے سبز باغ دکھا کر اپنے مقصد کی تکمیل میں استعمال کیا جاتا ہے۔

چھٹا ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنے جال میں پھنسانے کا ایک ہتھکنڈا اور طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ بعض کتابوں کو اپنے اس مقصد کیلئے بڑی عیاری سے استعمال کرتے ہیں، بامقصد کتابوں اور رسالوں کی اشاعت اور انہیں نوجوانوں میں تقسیم کرنا انکا بہت قیمتی ہتھیار ہوتا ہے، اپنے خارجی اصولوں اور باغیانہ افکار کو انہیں کتابوں کے ذریعے پہونچا دیتے ہیں، کہیں کسی کو اکٹھا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، انہیں کتابوں میں

سے (المومن الصادق) نامی ایک کتاب بھی ہے، جوکہ حقیقت میں غیر عربی کتاب ہے مگر انہوں نے اسے عربی میں ترجمہ کیا ہے، الوزیر غازی قصیبی نے بھی اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے، ان کا مقصد یہ تھا تاکہ پتہ لگائیں کہ یہ دہشت گرد نوجوانوں کو اپنے جال میں کیسے پھنساتا ہے اور اپنے فاسد عزائم کیلئے انہیں کیسے استعمال کرتا ہے، بتایا کہ اس کتاب میں سارے اسالیب موجود ہیں جنہیں استعمال کرکے دہشت گرد جماعتیں نوجوانوں کو اپنے جال میں پھنساتی ہیں، یہ کتاب یہاں مملکت سعودی عرب کے اندر بھی موجود ہے، آپ کسی بھی بڑی لائبریری میں اسے پاسکتے ہیں، کمال یہ ہے کہ اس کتاب کے اندر جتنے بھی اسالیب اور طریقے بتائے گئے ہیں ان سب پر اخوانی جماعت اور اس سے نکلی دہشت گرد تنظیمیں عمل کرتی ہیں۔

اسی طرح ایک کتاب اور ہے جس کا نام (سائیکلوجیۃ الجماھیر یعنی عوام کی نفسیات) ہے جس کا مصنف فرانسیسی گوستاف لوبون ہے، اس نے اس کتاب کو فرانسیسی انقلاب کے بعد لکھا ہے، اس نے اس کتاب کے اندر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ کیسے فرانس کے اندر سو سال تک انقلابی جنگ جاری رہی اور چھ چھ بار بغاوت کو ختم کرنے کے باوجود انقلاب کامیاب رہا؟! انقلابیوں نے کیسے عوام کے ذہن کو استعمال کیا اور کیسے حکام کے خلاف ان پر اثر انداز رہے، کیسے انہیں اکٹھا کئے رکھا، اور کیسے عوام کی بھیڑ اکٹھا کی جاتی ہے اور پھر کیسے ایک ساتھ اسے سڑکوں پر نکالا جاتا ہے، ان سے سڑکوں پر حکام کے خلاف مظاہرہ کیسے کروایا اور دھرنا کیسے دلوایا جاتا ہے؟! عوام کو حکام کے خلاف قانع کیسے کیا جاتا ہے؟ ان ساری چیزوں کو مصنف نے اس کتاب کے اندر بیان کیا ہے۔

اسی طرح اسی مصنف کی اور کتاب (روح الثورات یعنی انقلابات کی روح) ہے، اس کتاب کو اخوانی جماعت کے اندر بچوں کو باقاعدہ پڑھایا جاتا ہے۔

میرے پاس ایک رسالہ ہے جس کے کچھ اوراق کو میں نے فوٹو کاپی کیا ہے اسکے اندر بتایا گیا ہے کہ حسن بنا نے ایک بار اخوانیوں کے ایک پروگرام میں (اخوان المسلمون کے ثقافتی منہج سے متعلق کچھ

ہدایات) کے عنوان سے تربیتی پروگرام کیا جس کے اندر اخوانی منہج اور اصول بتائے گئے،اس کے اندر قابل غور بات یہ ہے کہ حسن بنانے اس پروگرام کی تیاری میں جن کتابوں سے استفادہ کیاان میں یہ کتاب روح الثورات سرفہرست ہے ۔اوراس پروگرام کی تفصیل اخوانی میگزین (مجلة التعارف) کے شمارہ نمبر ٦ / کے اندرشائع کی گئی تھی، پتہ چلاکہ اس طرح کا فکری استغلا ل آج نہیں آغاز ہی سے اس جماعت کے اندرموجود ہے، مسلمانوں کی کئی نسلوں کو اسی خارجیت اور بغاوت پرتربیت جاری ہے ۔

الحمدللہ اب ہمارے یہاں اس جانب لوگ بیدار ہوئے ہیں، اور ان تنظیموں اور جماعتوں کے خلاف عملی پیمانے پرکام شروع ہوگیا ہے، چنانچہ اب یونیورسٹیوں میں بھی باقاعدہ بچوں سے ماجستیر اور پی ایچ ڈی پرمقالے اور رسالے لکھوائے جاتے ہیں، ہمارے یہاں المعھد العالی کے قسم الدراسات الاسلامیہ المعاصرہ کے تحت ایسی دہشت گرد جماعتوں اور تنظیموں کے اسالیب اورطریقوں کو جاننے کیلئے کئی مقالے اوررسالے لکھوائے جاچکے ہیں، مثال کے طور پرایک طالبہ نے پی ایچ ڈی پر(اسالیب استقطاب وتجنید لدی النظمات الارھابیة فی وسائل التواصل) کے عنوان سے مقالہ لکھا ہے، جس کے اندر طالبہ نے واضح کیا ہے کہ سوشل میڈیا کے ذریعے دہشت گرد جماعتیں کیسے نوجوانوں کواپنے جال میں پھنساتی ہیں اورانہیں اپنی گھناؤنی سازشوں کا شکار بناتی ہیں ۔

اسی طرح ایک مقالہ ماجستیر پرلکھا گیا جس کا مناقشہ ابھی چند ماہ قبل ہوا ہے، جس کا عنوان (أسالیب التغریر بالشباب الی مواطن الصراع والانضمام الی الجماعات) ہے، جس کے اندر بتلایا گیاہے کہ نوجوانوں کو دھوکہ دے کرانہیں جنگ زدہ علاقوں تک کیسے پہونچایا جاتا ہے پھرانکی ذہن سازی کرکے انہیں اپنی جماعتوں میں شامل کیا جاتا ہے ۔

الحمدللہ یہ آغاز ہے جس کے اندران دہشت گرد تنظیموں کے تعلق سے تفصیلات پیش کی جارہی ہیں، انکے اسالیب، خطرات اوران سے نپٹنے کے طریقوں پر بحث پیش کی جارہی ہے ۔

ساتواں ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنے جال میں پھنسانے کا ایک جدید حربہ اور نیا طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ ناولوں اور خیالی قصوں کو اپنے مقاصد میں استعمال کرتے ہیں، اخوانی جماعت میں باقاعدہ نوجوانوں کو اپنی تنظیم میں شامل کرنے کا یہ ایک کارگر حربہ بن گیا ہے، جسے یہ (انقلابات میں خیالی افسانوں کے استعمال) کے نام سے یاد کرتے ہیں، یعنی یہ خیالی انقلابات کو نوجوانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں جن میں نوجوانوں کے خیالی کارنامے اور انکی موت کو شہادت نیز پھر جنت کی شکل میں انکے انجام دکھائے جاتے ہیں، ایسی کتابیں آپ لائبریریوں میں پا جائیں گے، ان کتابوں میں یہ خروج و بغاوت کو بہادرانہ عمل اور قابل فخر کارنامہ اور انسانی شفافت کا اعلی نمونہ بنا کر دکھاتے ہیں، بغاوت کو یہ ظلم کا ایشو بنا کر پیش کرتے ہیں، اسے آزادی انسانیت اور آزادی فکرورائے کا لیبل دیکر پیش کرتے ہیں۔

انہیں افسانوں اور تصوراتی کرداروں والی کتابوں میں کچھ ایسی کتابیں ہیں جنہیں یہ (ادب السجون) کی کتابیں کہتے ہیں، جن کے اندر یہ قید کی خیالی تفصیل پیش کرتے ہیں، چنانچہ جب کوئی جیل سے نکل کر آتا ہے تو وہ ایک ناول اور افسانہ لکھتا ہے اور اسکے اندر اپنی قید کی زندگی اور جیل کے احوال پیش کرتا ہے اور اس کے اندر اکثر خیالی اور مبالغہ آرائی پر مبنی باتیں ہوتی ہیں، وہ اپنے قید و مشقت اور سزاؤں اور حکام کے ظلم کو خیالی انداز میں پیش کرتے ہیں، جنہیں نوجوان حقیقت سمجھ کر ان تنظیموں سے ہمدردی دکھانے لگتے ہیں۔

زینب غزالی کی کتاب (أيام من حياتي) کا شمار اسی فن سے تعلق رکھتی ہے، اس کتاب کے اندر زینب غزالی نے قید کے اندر کی تفصیل بتائی ہے جس میں ذکر کیا ہے کہ اسے کتوں سے نچوایا جاتا تھا، لوہے سے مارا جاتا تھا، اور بہت ساری غیر انسانی حرکتوں کا ذکر کیا ہے، جو مکمل جھوٹ کا پلندہ ہے، بعض اخوانیوں نے خود اس کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے، ایسا کچھ پیش نہیں آیا ہے، کہا کہ اس

کتاب کو زینب غزالی نے خود نہیں لکھا ہے بلکہ اخوانی تنظیم کے عالمی لیول کے سرغنہ اور ترجمان یوسف ندا نے غزالی کے نام پر جھوٹ گڑھ کر یہ کتاب لکھ ماری ہے۔

آٹھوں ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنے جال میں پھنسانے کا ایک جدید حربہ اور نیا طریقہ دستاویزی فلم اور ڈرامے ہیں، ان تنظیموں کے عالمی سرغنوں کی طرف سے یہ فلمیں باقاعدہ ٹی وی چینلوں سے اور سوشل میڈیا کے دیگر ذرائع سے نشر کی جاری ہیں، ان میں مشہور فلمیں کاسٹرو، جیفارا، گاندھی اور نیلسن منڈیلا کی خیالی کہانیوں پر مشتمل ہوتی ہیں، ایسی فلموں کے عام کرنے اور انہیں نوجوانوں کے اندر نشر کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ بھی اپنے اپنے ملکوں میں انہیں کے نقش قدم پر چل کر عمل پیرا ہوں، اور انکی طرح یہ بھی موجودہ حکام سے چھٹکارا حاصل کریں۔

نواں ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنے جال میں پھنسانے کا ایک جدید حربہ اور نیا طریقہ یہ بھی ہے یہ عورتوں میں بھی اپنی پوری سرگرمی پیش کرتے ہیں، بطور خاص اس کے لئے خصوصی میگزین اور رسالے شائع کرتے ہیں، اور ان کے اندر یہ اپنے افکار ونظریات اور عزائم کو بیان کرتے ہیں، جس سے کئی فوائد حاصل کرتے ہیں، جن میں معنوی اور مالی فائدہ سب سے اہم ہوتا ہے، ہم اس پہلو کو بھولے ہوئے ہیں جبکہ پوری امت کی نصف تعداد یہی خواتین ہیں، مگر یہ اخوانی جماعت اس پر اپنی پوری محنت صرف کرتی ہے، اور مردوں کے ساتھ خواتین کو بھی یہ اپنے مقاصد میں استعمال کرتے ہیں۔

انتصار عبدالمنعم اسی جماعت کا ممبر تھی، مگر بعد میں وہ اس جماعت سے نکل گئی، جب اس نے دیکھا کہ یہ جماعت فریب اور مکاری کے ذریعے خواتین کا استغلال کرتی ہے اور انہیں اپنے فاسد مقاصد کیلئے

استعمال کرتی ہے، چنانچہ اس نے اس تنظیم کے خلاف (حکایتی مع الإخوان) کے نام سے ایک کتاب لکھا، یہ کتاب انٹرنیٹ پر موجود ہے، اس نے ذکر کیا ہے کہ پچھلی صدی کی نوے کی دہائی میں یہ مملکت سعودی عرب آئی تھی اور پھر یہاں کے ایک بڑے ہی مہنگے پرائیویٹ اسکول میں پڑھانے لگی، جہاں پر اس سے سمیہ اسلامپولی نے ملاقات کی، جوکہ انور سادات کے اخوانی قاتل مجرم محمد اسلامپولی کی بہن ہے، جوکہ اسی مدرسے میں پڑھا رہی تھی۔

اسی طرح اس نے یہ ذکر کیا ہے کہ اخوانی اپنے ساتھ خواتین کو بھی دور صحرائی مراکز میں لے جاتے ہیں اور پھر انکے ساتھ وہ جو کچھ کرتے ہیں اس نے اس کتاب کے اندر بیان کیا ہے، بہتر ہوگا کہ اس کتاب کو خود پڑھ لیں۔

آپ سوچیں کہ کس طرح اخوانی مردوں کے ساتھ انکی عورتیں بھی یہاں سعودی عرب کے اندر تعلیمی ناحیے سے آتی تھیں اور یہاں کی عورتوں کو اس جماعت کے جال میں پھنساتی تھیں اور یہ سب منظم طور پر اس خبیث تنظیم کیلئے کام کرتی تھیں، ان سب کی تفصیل اس کتاب کے اندر بتائی گئی ہے۔

دسواں ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنے جال میں پھنسانے اور انہیں گمراہ کرنے کا ایک جدید حربہ اور نیا طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ کارٹونی فلموں اور کارٹونی ڈراموں کا استعمال کرتے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچوں کو جانوروں کے نام اور زبان پر انقلابی اور خارجی قصے اور کہانی بنا کر دکھاتے ہیں، کوئی چیتا کسی لومڑی کو مار دیتا ہے پھر پورے جانور ملکر اس چیتے کے خلاف احتجاج کرتے ہیں اور کرسی چھوڑ دو کرسی چھوڑ دو کا نعرہ لگاتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ان کارٹونی فلموں اور ڈراموں کا کیا مقصد ہے؟ ان کا مقصد بچوں کے دلوں میں احتجاجات اور خروج و بغاوت کی روح بھرنی ہے، یہ چاہتے ہیں کہ بچپن ہی سے پبلک حکام کے خلاف خروج و بغاوت کا عادی ہو جائے اور جب اسکے سامنے اس طرح کی باتیں آئیں تو انہیں اجنبیت محسوس نہ ہو

بلکہ یہ پہلے ہی سے مانوس رہیں، اوراسی کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھیں۔

گیارہواں ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنے جال میں پھنسانے کا ایک جدید حربہ اور نیا طریقہ جہادی اور حماسی گیت بھی ہے، جو سوشل میڈیا اور انٹرنٹ پر لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں، ان میں کی ایک گیت سینکڑوں بلکہ ہزاروں تقاریر اور خطبات پر بھاری ہوتی ہیں، ان گیتوں کو یہ افغانستان، چیچینیا اور عراق وسیریا میں ہوئے جنگ پر مشتمل ویڈیو پر بناتے ہیں اور پھر ان کے ذریعے یہ نوجوانوں کے جذبات کو بھڑکاتے ہیں، چنانچہ ان گیتوں کے چکر میں آکر کتنے نوجوان جنگ زدہ علاقوں میں کود جاتے ہیں اور جان گنوا بیٹھتے ہیں۔

ہم ان گیتوں کو ہلکا سمجھتے ہیں اور انہیں تسلی کا باعث سمجھتے ہیں جبکہ یہ جماعت ان سے اپنے مذموم عزائم کو حاصل کررہی ہوتی ہے، ہم اسے ایک تحریکی جماعت سمجھتے رہے اور اس کے خبیث مقصد پر کبھی بھی مطلع نہ ہوسکے، جبکہ اس جماعت کا بانی ہی جب مملکت سعودی عرب کے اندر آیا تھا اور ملک عبدالعزیز سے ملاقات کی تھی، اور یہاں پر اس جماعت کی شاخ کھولنے کی درخواست کی تو آپ نے جواب دیا کہ یہاں سب اخوان اور سب مسلمان ہیں، یہاں کسی تنظیم اور جماعت کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے۔جب اسے یقین ہوگیا کہ یہاں پر یہ راستہ مسدود ہے تو پھر اس جماعت نے دوسرا سازشی طریقہ استعمال کیا، چنانچہ بہت بعد میں اور خاص کر جمال عبدالناصر کے دور میں جب انہیں جیلوں میں ڈالا جارہا تھا اور ان پر پابندی لگا دی گئی تھی تو یہ مصر چھوڑ کر خلیجی ممالک چلے آئے اور سب سے زیادہ انہوں نے سعودی عرب کے اندر پناہ لی، انہوں نے اپنی مظلومیت کو دکھایا تو یہاں کی حکومت اور عوام سب نے انہیں گلے سے لگایا، جیسا کہ سابق وزیر داخلہ امیر نایف بن عبدالعزیز نے کہا کہ ہم نے انہیں مدارس اور جامعات میں انکی لیاقت کی بنیاد پر جگہ دی، انہیں کام پر لگایا، اور یہاں پر آکر انکی زندہ بہتر ہوگئی مگر انہوں نے ہمارے ساتھ احسان فراموشی سے کام لیا، انہوں نے اپنے افکار میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ یہاں پر بھی یہ نوجوانوں کو اور

ہماری عوام کو حکومت کے خلاف بھڑ کانے لگے اور انہیں اپنی سازش کا شکار بنانے لگے، اور اس تنظیم میں نوجوانوں کو خفیہ طور پر جوڑنے لگے، اور یہ اس ملک کے ہی خلاف کام لگے جس نے انہیں سہارا دیا اور انکے دکھ درد میں ہاتھ بٹایا۔

یہ بیان ملک کے امن وسلامتی سے متعلق امور کے اعلی عہدیدار کی طرف سے ہے جو کہ حقائق پر مبنی ہے، یقینا یہاں کے لوگ نرم دل اور فیاض ہیں، مہمان نواز اور پریشان حال لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں، جیسا کہ اخوانیوں کے ساتھ کیا مگر انہوں نے احسان کا بدلہ احسان فراموشی سے دیا۔ اور اسی ہاتھ کو کاٹنے لگے جس نے انکی مدد کی تھی، چنانچہ امیر نایف نے آگے کہا کہ ہم نے انہیں دینی تعلیم کیلئے جامعات میں رکھا مگر انہوں نے ان جامعات کو اپنی تنظیم کیلئے ممبر بنانے اور یہاں کے طلبہ واساتذہ کی ذہن سازی کرنے کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیا، اور انہیں حکومت کے خلاف ابھارنے لگے۔

اسی طرح ایک کانفرنس کے موقع پر نائب وزیر خارجہ امیر خالد الفیصل نے کہا تھا کہ ہم نے اخوانیوں کو تعلیمی شعبوں میں اعلی مقام تک پہونچایا اور اونچے اونچے مناصب اور عہدے دیئے مگر انہوں نے ان عہدوں کا غلط استعمال کیا اور احسان فراموشی کرتے ہوئے اپنے عہدوں میں خیانت اور ملک کے ساتھ غداری کی، یہ ہماری طرف سے بہت بڑی غلطی تھی جو آئندہ کبھی نہیں دہرائی جائے گی۔

اس جماعت کے تعلق سے یہ ساری صراحتیں اور بیانات یہاں کے حکام اور امراء کی طرف سے ہیں جو انہیں اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلیں اور اس تنظیم سے بچ کر رہیں اور دوسروں کو بھی آگاہ کریں۔

بارہواں ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنے جال میں پھنسانے کا ایک جدید حربہ اور نیا طریقہ یہ بھی ہے اخوان المسلمون کے ممبران دوسری جماعتوں اور تنظیموں سے مل کر استفادہ کرتے ہیں، چنانچہ اس طرح کی تنظیمیں اپنے

مقاصد کو بروئے کار لانے کیلئے ایک دوسرے کا ساتھ دیتی ہیں، کیونکہ سب گرچہ آپس میں کچھ امور میں مختلف ہوتی ہیں اور ہر ایک کے ایجنڈے اور مقاصد الگ الگ ہوتے ہیں مگر ملک دشمنی، حزبیت اور باغیانہ ذہن میں سب ایک دوسرے سے متفق ہوتی ہیں، چنانچہ اخوان المسلمون تبلیغی جماعت کا استعمال کرتی ہے اور اس سے زبردست استفادہ کرتی ہے، تبلیغی جماعت بھٹکے ہوئے نوجوانوں کو مسجد تک لاتی ہے اور انکی ذہن سازی کرتی ہے جن میں اخوانی بھی شامل ہوتے ہیں، پھر اخوانی جماعت آتی ہے اور ان نوجوانوں کو اپنی تنظیم میں شامل کرلیتی ہے، اس بات کا ذکر قدیم اخوانی محمود عبد الحکیم نے اپنی معروف کتاب (اخوان المسلمون: احداث صنعت التاریخ) کے اندر بیان کیا ہے کہ ہم تبلیغی جماعت کے پاس آتے تھے اور دیکھتے تھے چنانچہ جو نوجوان ہمارے مقصد کیلئے ہوتے انہیں ہم لے لیتے تھے۔

اور یہ یہی کرتے ہیں، چنانچہ ہمارے یہاں بھی جب حکومت کی طرف سے ان پر سختی کی گئی اور پابندی عائد کردی گئی تو یہ تبلیغی جماعت میں شامل ہوگئے، ان کے حلقوں میں چلے گئے اور وہیں سے اپنی کارستانی شروع کردی تاکہ لوگ سمجھیں کہ اب یہ صرف تبلیغ و دعوت کے کام میں لگے ہیں، دوسری چیزوں سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ اور ایسی بات خود اخوانیوں کے ایک بڑے سرغنہ عبد اللہ العلوان نے بیان کیا ہے کہ جماعت پر جب بھی سختی کی گئی تو یہ تبلیغی جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں۔

انکا مقصد یہ دکھانا ہوتا ہے کہ ہمیں اب سیاسی امور سے کوئی واسطہ نہیں ہے، ہم صرف دعوت اور عبادت میں مشغول ہیں، یہاں کی تبلیغی جماعت کے بارے میں گرچہ یہ تصور عام ہے کہ مگر یہ تمام سیاسی اور باطل افکار کی حامل جماعتوں کی طرح ایک منکر جماعت ہے، اس پر مزید تفصیل پھر کسی اجتماع میں پیش کی جائے گی اور اسکے خطرات سے آگاہ کیا جائے گا، ان شاء اللہ۔

یہاں مقصود صرف یہ ہیکہ اخوانی تنظیم بوقت ضرورت اس جماعت کو اپنا مہرہ بناتی رہی ہے اور اسے اپنے مقصد میں استعمال کرتی رہی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے جس کی واضح دلیل یہ ہیکہ لجنۃ المناصحہ کے

ذریعے جن نوجوانوں کو سمجھانے کا موقع ملا جو جہاد کے نام پر دہشت گردی کرتے ہوئے پکڑے گئے اور ان سے پوچھا گیا تو ان میں سے ساٹھ بلکہ ستر فیصد نے یہی بتایا کہ وہ پہلے تبلیغی جماعت سے جڑے تھے پھر اخوانی تنظیم نے انہیں شامل کرلیا ہے، اور دہشت گرد تنظیموں نے یہی اکثر کیا ہے کہ تبلیغی جماعت سے جڑے نوجوانوں کو اپنی تنظیم میں شامل کیا ہے اور انہیں اپنے تخریبی سرگرمیوں کیلئے استعمال کیا ہے۔

تیرہواں ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنے جال میں پھنسانے کا ایک جدید حربہ اور نیا طریقہ یہ بھی ہے یہ ملکی سلامتی، داخلی سیکوریٹی اور امن عامہ سے جڑے افراد یعنی فوج اور پولیس کی شبیہ کو بدنام کرتے ہیں اور نوجوانوں میں یہ مشہور کرتے ہیں کہ یہ عوام الناس کے خلاف اور انکے دشمن ہوتے ہیں، بطور خاص یہ یہاں کی خفیہ ایجنسی کو بدنام کرتے ہیں اور یہ باور کراتے ہیں کہ یہ ہماری جاسوسی کرتے ہیں، دشمنوں تک ہمارے راز پہونچاتے ہیں۔اس پروپیگنڈے کا اثر یہ ہیکہ بڑے بڑے مشہور دعاۃ تک یہاں کی خفیہ ایجنسی کو برا بھلا کہتے نظر آتے ہیں اور یہاں کی فوج اور سیکورٹی فورسز کی تکفیر کرتے ہیں، یہاں تک کہ بعض نے ان کے اس خبیث خارجی فکر سے متاثر ہوکر اپنے قریبی ان رشتہ داروں کو قتل کردیا ہے جو فوج سے جڑے ہوئے تھے۔

چودہواں ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنے جال میں پھنسانے کا ایک جدید حربہ اور نیا طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ نوجوانوں کے یہاں سماجی اعتبار سے گوشہ نشینی اختیار کرنے کی فکر پیدا کرتے ہیں، انہیں اپنے خصوصی مراکز میں کہیں دور صحراء میں لے جاتے ہیں اور اپنی تنظیم کے باطل افکار انکے قلوب واذہان میں انڈیلتے ہیں جن میں نمایاں یہی گوشہ نشینی ہے، جس سے انکے دلوں میں سماج سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور حکمرانوں کے ساتھ

رعایا کو بھی یہ برا سمجھنے لگتے ہیں بلکہ انہیں حکمرانوں کا غلام اور تابع مہمل سمجھتے ہیں بلکہ بعض تو حکمرانوں کی طرح رعایا کی بھی تکفیر کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ ان دہشت گرد تنظیموں کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ ان نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے یہاں تک یہ اپنے والدین اور سماج کے ساتھ نہ رہ کر انکے تربیت گاہوں اور صحرائی مراکز میں وقت گزاریں۔

ان مراکز میں ان نوجوانوں کی تنظیمی تربیت کی جاتی ہے، انہیں اخوانی افکار ونظریات دکھائے جاتے ہیں، اپنے حاکم کی بجائے تنظیم کے مرشد کی اطاعت کرنا سکھایا جاتا ہے، تنظیموں کے سرغنوں کے بہادرانہ من گھڑت قصے بتائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ یہ نوجوان سماج سے بالکل الگ تھلگ ہو جاتے ہیں، انہیں ملکی اور غیر ملکی خبروں اور واقعات وحالات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا وہ سماج میں رہتے ہوئے بھی فکری طور پر الگ تھلگ ہوتے ہیں، اور خود کو شعوری طور پر گوشہ نشین سمجھتے ہیں۔ اپنے ساتھیوں، گھر والوں اور رشتہ داروں سب کو بھول جاتا ہے، وہ بے آب ماہی کی طرح تڑپتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے تنظیمی ساتھیوں سے مل جائے یا اسکے مراکز میں چلا جائے۔

ایسے ہی نوجوان جب سید قطب کی کتابیں پڑھتے ہیں تو ان سے حدیث کی کتابوں سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں، بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ ایسے نوجوان صحابہ کے مقابلے سید قطب کا دفاع کرتے ہیں، جبکہ سید قطب نے انہیں صحابہ کو گالی دی ہے، اسی کو فطرت کا الٹنا کہتے ہیں، کہ اہل توحید اور اہل سنت کو صحابہ کرام کا دفاع کرنا چاہیے مگر ان خارجی تنظیموں سے ملنے کے بعد یہی لوگ صحابہ کو گالی دینے والوں کا دفاع کرتے ہیں۔ اس طرح صحابہ کو گالی دینے والے سید قطب کی تعظیم انکے دلوں میں صحابہ سے زیادہ ہوتی ہے، کیا ایسی قوم سے کسی کامیابی کی امید کی جاسکتی ہے جو صحابہ کا احترام نہ کرے بلکہ انہیں گالی دینے والے کی تعظیم کرے اور اسکا دفاع بھی کرے؟!

پندرہواں ہتھکنڈا:

نوجوانان ملت کو اپنے جال میں پھنسانے کا ایک جدید حربہ اور نیا طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ ملک کے اہم مراکز اور محکموں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تاکہ حکومتی سرپرستی میں اپنی تنظیم کو مضبوط کریں اور ممبران کی تعداد میں اضافہ کریں۔

محمد احمد الراشد کا نام میڈیا میں معروف ہے، یہ تحریکی نام ہے، اسکا حقیقی نام عبد المنعم العزی ہے جو عراق کا رہنے والا ہے، یہ اخوانی تنظیم میں ایک علاقائی سرغنہ ہے، اخوانی مفکرین میں شمار ہوتا ہے جسکی دسیوں فکری کتابیں ہیں، جن پر اخوانی جماعت چلتی اور انہیں مانتی ہے، یہ اخوانی پلاننگ اور سازش پر مشتمل اپنی کتاب (المسار) کے اندر (استقطاب عناصر التأثير) کے عنوان سے کہتا ہے:

(اور اسی طرح ہم جماعت کے اندر نمو، وسعت اور کھلاپن لاسکتے ہیں جب ہم ملک کی جملہ سرگرمیوں تک رسائی حاصل کرلیں گے، اور ان لوگوں کے ذریعے ہم وہاں اپنی جگہ بنالیں گے جو اسلام پسند ہیں، خواہ وہ سماجی شعبوں میں ہوں یا فکری اور سیاسی شعبوں میں، جیسے یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور مدرسین، بڑے حکومتی اہلکار، صحافت اور میڈیا کے لوگ، ادباء، شعراء، خطبائے مساجد، واعظین اور ائمہ، وکلاء اور قاضی، عمدہ ڈاکٹر اور انجینئر، قبیلوں اور خاندانوں کے ذمیداران اور پر ہیبت لوگ اور انکی اولاد، تجار اور کارپوریٹ سیکٹر سے جڑے لوگ، فکری، سماجی اور پیشہ ورانہ کلب، انجمنیں، یونینیں، اور انتظامی کمیٹیوں کے ارکان جو ان کے ساتھ ہوتے ہیں، ساتھ وہ لوگ بھی جو کسی نیک نامی یا بہادری یا نادر کارنامے کے اندر معروف ہوں اور اسی طرح پارلیمنٹ کے ممبران بھی)۔

اب سوال یہ ہے کہ اس نے سماج کے کن لوگوں کو چھوڑا ہے، جتنے بھی موثر قسم کے لوگ ہوسکتے ہیں سب کو اپنے ایجنڈے کا حصہ بنالیا ہے، اور یہی اس تنظیم کی پلاننگ اور کوشش ہے، مگر الحمدللہ حکومت حرکت میں آچکی ہے اور انکے سارے پلان کو فیل کردیا ہے، حکومت نے ان پر اور انکی فکری کتابوں پر

پابندی لگا کر تعلیمی اداروں سے اس کام کو شروع کیا ہے، اور میں چاہوں گا کہ اسی طرح دیگر تمام شعبوں میں بھی اقدام کیا جائے تا کہ پورے طور پر انکی تخریبی سازش اور پلان ختم ہو جائے۔

یوسف ندا جو اخوانی تنظیم کا عالمی ترجمان اور ارب پتی ہے، کہتا ہے: لقد احتفظنا بصلاتنا بأشخاص فی الظل کانوا بمثابة البقع السوداء فی ارتفاعات لا یکشفها الرادار، وهذا ما اتبعناه فی کل الأماکن التی حظرت نشاط الإخوان. ترجمہ: ہم اپنے تعلقات ایسے لوگوں سے رکھتے ہیں جو سائے (پردہ خفاء) میں ہوتے ہیں اسی طرح جیسے سیاہ جگہیں ہوتی ہیں، اور یہ اتنی بلندی پر ہوتے ہیں جہاں راڈار بھی کام نہیں کرتا، اور اس طریقے کو ہم ان تمام جگہوں پر استعمال کرتے ہیں جہاں پر اخوان کی سرگرمیوں پر پابندی ہوتی ہے۔ المصدر: کتاب من داخل الإخوان المسلمین.

(کہتے ہیں کہ سیاہ جگہوں (black spots) سے مراد عالمی خفیہ ایجنسیاں ہیں، مگر اخوانیوں کے نزدیک صرف برطانوی خفیہ ایجنسیاں مراد ہوتی ہیں، کیونکہ یہ انکے لئے کام کرتے ہیں، جن میں مشہور یہ ہیں:

۱- پانچواں دفتر، جو ۱۹۰۹ میں قائم کیا گیا تھا اور عالمی سطح پر ملٹری انٹیلی جنس، سیکشن 5 کے نام سے جانا جاتا ہے، اور برٹش انٹیلی جنس سروس (MI6) کے ساتھ کام کرتا ہے۔

۲- برٹش انٹیلی جنس سروس (MI6)۔

۳- برٹش گورنمنٹ کمیونیکیشن آفسز (GCHQ)۔

۴- اور ڈیفنس انٹیلی جنس اتھارٹی (DI)۔

معلوم رہے کہ اخوان المسلمین ایک سیاسی انٹیلی جنس تنظیم ہے جس کا لیبل مذہبی کاز ہے مگر حقیقت میں یہ دشمنوں اور مغرب کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں، اس طرح یہ مغرب کے مخلص ایجنٹ ہیں تا کہ وہ

مسلم ملکوں پر قبضہ کرسکیں، ان کا کوئی وطن نہیں، ان کا وطن صرف دولت ہے۔مترجم)۔

اب اس کے بعد ہمیں کس چیز کا انتظار ہے، یہ کھلے عام اپنی کارستانیوں کا ذکر کر رہے ہیں اور اپنی کتابوں میں انہیں تحریر کرتے ہیں، گویا وہ ہمیں چیلنج کر رہے ہیں، ہم ان پر کوئی الزام نہیں لگا رہے ہیں بلکہ ان کی ہی باتوں کو بیان کر رہے ہیں، جو ہمیں چیلنج کر رہے ہیں، ملک کے تمام محکموں پر قبضہ کرنے کا دعوی کر رہے ہیں، مگر پھر بھی کچھ لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اسلام کی خدمت کی ہے، فکری محاذ پر بہت کام کیا ہے الحاد، قومیت اور کمیونزم کے خلاف انہوں نے بہت لڑائی لڑی ہے۔میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے، انہوں نے ان سب کے ساتھ توحید اور سنت کے خلاف بھی لڑائی لڑی ہے، سلفیت کے خلاف بھی لڑائی لڑی ہے، یہ ملک وملت کیلئے سانپ ہیں، انہیں پالا نہیں جاسکتا، ہم نے کویت پر حملے کے وقت انکے کردار دیکھا ہے، انہوں نے اہل توحید کو چھوڑ کر صدام کا ساتھ دیا، اور جن عراقیوں نے یہ نعرہ لگایا تھا کہ ہم جلد ہی حرمین پر قبضہ کرنے والے ہیں ان میں یہ اخوانی بھی شامل تھے، الشرق الاوسط اور الکویت اخبار میں باقاعدہ یہ شائع ہوا تھا کہ جنگ کے خاتمے کے بعد اخوانیوں کا ایک وفد خیر سگالی کے طور ملک فہد اور امیر نایف سے ملاقات کرنے آیا تھا جن میں عبدالمجید زندانی، حسن ترابی اور فہمی ہویدی شامل تھے، جب ملک فہد نے جنگ کے بارے میں پوچھا تو ان لوگوں نے گول مول جواب دیا اور ایک لفظ ہو کر کہا کہ ہمارا جنگ سے کوئی واسطہ نہیں ہے، یعنی ملک فہد صدام کے ظالمانہ کردار پر ان کا تبصرہ سننا چاہتے تھے مگر اخوانیوں نے صدام کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہا، یہاں تک کہ اسے ظلم بھی نہیں بتایا، بلکہ مملکت سے جانے کے بعد بالاتفاق سعودی عرب کے خلاف صدام حسین کی تائید کی۔

اسی طرح تقریبا ۲۰۰۸ میں جنوبی علاقے میں حوثیوں نے حملہ کیا اور بعض سرحدی علاقوں میں دراندازی کی اور وہاں کے کچھ باشندوں کو قتل کردیا، جس پر سعودی فوج حرکت میں آئی اور سرحد پار تک حوثیوں کو کھدیڑا، اور ان پر جم پر حملہ کیا، اس وقت اخوانی مرشد مہدی عاکف اور دیگر اخوانیوں نے جنگ

بندی کی اپیل کی تھی اور حوثیوں کے حق میں بیان دیا تھا۔ حالانکہ ہم اپنے ملک کا دفاع کرتے ہیں، دراندازی حوثیوں نے کی اور حملہ کرنے میں ابتداء انہوں نے کیا لہذا ظالم وہی تھے، ہمارا حق تھا کہ ہم اپنے وطن اور اپنے دین اور مقامات مقدسہ کی حفاظت اور دفاع کریں، مگر اخوانیوں نے حوثیوں سے کوئی اپیل نہیں کی اور نہ ہی انکی مذمت کی، جس سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ یہ بھی ان روافض کے ساتھ ہر موڑ پر کھڑے ہیں، اور یہ بھی وہی انتظار کر رہے ہیں جو انتظار خمینی نے کیا تھا اور اسکی ہلاکت کے بعد اسکے گرگے کر رہے ہیں۔

یہ اخوانی اور رافضی دونوں کا مقصد باہم ایک ہے، دونوں مملکہ کے برابر دشمن ہیں، چنانچہ ۱۹۷۹ میں جب بغاوت کے ذریعے خمینی نے ایران پر قبضہ کیا تھا اس وقت سب سے پہلے یہی اخوانی اس کی بغاوت کو اسلامی حکومت کہنے اور خمینی کو مبارکباد دینے گئے تھے، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ مصر کا میدان رابعہ ہو یا ریاض کا بم دھما کہ ہر جگہ یہی دونوں ملیں گے، یہ عرب مسلم حکومتوں کے دشمن ہیں، آج ضرورت ہے کہ ہم اپنے ملک وملت اور حکمرانوں کے ساتھ کھڑے ہوجائیں، اور تمام دہشت گرد اور خارجی جماعتوں اور تنظیموں کے خلاف حکومت کا ہر طرح سے تعاون کریں تاکہ ملک میں امن وامان اور خوشحالی کی فضا قائم رہے، اور دین حق جو متوسط اور معتدل دین ہے اور جو سلف کا منہج ہے اسی پر قائم رہیں جسے ان خارجی تنظیموں نے بگاڑ کر رکھ دیا ہے، کہ آج پورا یورپ بلکہ پوری دنیا اسی کو اسلام سمجھ بیٹھی ہے جسے ان دہشت گرد تنظیموں نے اپنی کارستانیوں سے دنیا کو دکھا رکھا ہے، مظاہرے، دھرنا، باغیانہ نعرے، خروج و بغاوت، قتل وغارت گری اور خودکش حملہ جیسی تشددانہ کارستانیوں سے اسلام کا تعارف کرایا ہے، جبکہ اسلام ان چیزوں سے کوسوں دور ہے، یہ خوارج کا دین اور منہج ہے، یہ ایک توحید اور اہل سنت والجماعہ کا دین نہیں ہے، ہمارا عقیدہ اور منہج اعتدال اور وسطیت ہے، جب کہ یہ تشدد، ہنسا اور قتل وغارت گری خوارج اور داعش کا منہج ہے۔

اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی مملکت سعودی عرب کو تمام حاسدوں کے حسد سے اور شر پسندوں کے شر سے محفوظ رکھے، ہمارے حکمرانوں کی اللہ حفاظت فرمائے، انہیں ہر خیر و بھلائی کی توفیق عطا فرمائے نیز اچھے اور نیک وزراء مشیران سے نوازے جو ہر خیر میں انکی مدد کریں، اللہ ہم سب کو علم نافع اور عمل صالح کی توفیق بخشے، انہ ولی ذالک والقادر علیہ، وصلی اللہ وسلم و بارک علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا۔

